بنی آدم از علم یابد کمال
نہ از حشمت و جاہ و مال و منال

گلدستہ علوم

۱

از تصنیف لطیف جناب نواب صدر الدین حسین خاں صاحب [illegible]
[illegible] مصنف گلدستہ تمیز و گلدستہ وعظ وغیرہ
[illegible] اہل اسلام

حسب فرمایش

سید ظہور الحسن موسوی مالک کارخانہ احسن التجارت کٹرہ نظام الملک

دہلی۔ زیر جامع مسجد

سنہ ۱۳۱۸ھ

مطبع مصطفائی واقع دہلی میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی ۱۹۰۰ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خموشی سے ہے خیر کی بات بہتر
بُری بات کہنے سے چپ رہنا بہتر

پہلے پہل جب دنیا میں لکھنے پڑھنے کا سلسلہ نہ تھا تب لوگوں کو جو کچھ کہ تجربوں سے
اور زمانے کی گرم و سرد دیکھنے اور کاموں کی چھان بین کرنے سے حاصل ہوتا تھا وہ
اکثر زبانی یاد رکھتے تھے اور اپنی اولاد اور قوم کو بتایا کرتے تھے تاکہ آیندہ اُنکے کام
آوے مگر ہر ایک بات یاد نہ رہنے کے باعث بہت سی ہی لاعلمی رہ جاتی تھی جیسے کہ
پہلے ہی مثلاً کسی بیمار نے دو چار جڑی بوٹیوں کے استعمال سے اُسکے حوض و باعث
کر لیے تو گویا اُسے ایک مجرب نسخہ ہاتھ آگیا اب وہ اپنی قوم کو بتا جائے کہ دیکھو فلاں
فلاں دوا کے استعمال سے مجھے ایسا فائدہ ہوا اس لیے تم اسے یاد رکھنا تاکہ آیندہ
کو ضرورت کے وقت تمہارے کام آوے۔ پس اگر انہیں کسی دوا کا طریقہ استعمال
یاد نہ رہا کوئی ایک دوا اُس میں کی فراموش ہو گئی تو پھر سے تلاش کیے بغیر
کیونکر نسخہ حاصل ہو سکتا ہے الحاصل انہیں مشکلوں کے دور کرنے کے لیے عقلمندوں
نے حرف ایجاد کیے جس سے لکھنا پڑھنا آغاز ہوا۔

اب جو بات کہ تجربہ سے حاصل ہو اُسکے لکھ لینے سے آیندہ نسلوں کے کام
آئے اور خلقت کو فائدہ پہنچتے جب اسطرح لکھنا پڑھنا ایجاد ہو گیا تو پھر سیکڑوں
علمی و عملی باتیں قسم قسم کے تجربوں سے حاصل ہو ہو کر قلمبند ہونے لگیں اور اُنسے

کے اِس قول پر عمل کرنا چاہئے۔ شعر

زبان بریده بکنجے نشستہ صُمٌّ بُکمٌ
بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم

سوم۔ اچھے مضمون کی مثال اِس طرح دی جاسکتی ہوگی کہ ایک شخص نے ایسی راہ میں
جہاں پانی میسر نہ ہو کنواں کھدوا دیا جسکے آب شیریں سے لوگوں کی تشنگی دور ہوئی اور
مسافروں کو آرام ملا اور جیسے بُری تصنیفات چھوڑیں اُسکی مثال اِس طرح دی جاسکتی
نہیں کہ اُسنے بھی ایسی راہ میں ایک کنواں بنایا مگر اُسکے پانی میں زہر ہلاہل ملا دیا تا کہ جو
شخص پیئے ہلاک ہوئیں دونوں نے محنت تو برابر کی مگر اس پہلے شخص کی محنت کام
آئی اور دوسرے کی کوشش رائیگاں گئی بلکہ اوپر الٹی بلا گرگئی اس سے تو یہ بہتر ہے
کہ تصنیف کا نام ہی نہ لے اور قلم دوات کو آگ میں جھونک دے

(چہارم) انسان جو کچھ کہ تصنیف کرے اُس سے دینی اور دنیوی فائدہ حاصل ہونے
کی غرض ضرور ہونا چاہیے جسکی نامبارک تصنیف ان دونوں اغراض سے خالی ہے۔
اُسکو ایسی تصنیف کے چھوڑ جانے سے ایک بلا کا چھوڑ جانا بہتر ہے ورنہ یہ شعر اُسکی
حماقت کی صداقت کو کافی ہے شعر

سطق آدمی ہست ار دوات
دوات ار نویسد گرہ گوئی صواب

(پنجم) لفظ مصنّف اور مصحف میں بہت تھوڑا فرق ہے اگر ہم مصنف کے نون کو
صاد کے آگے لگا کر اپنی تصنیف کے آپ مصحف ہی ہو جانا کر تو کیا بہتر ہو۔

(ششم) دانشمندوں کا قول ہے کہ آئندہ نسلوں کے لیے مفید باتیں جمع کرتے ہیں
ہم برخلاف اُسکے آئندہ نسلوں کے لیے مضر اور خراب باتیں جمع کرتے جائیں تو کیا
ہم عقلمند کہلائینگے۔

(ہفتم) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر نظر کرو - خیر الناس من ینفع الناس - یعنے اچھے آدمی وہی ہیں جسے آدمیوں کو نفع پہنچے - اور ہم برخلاف اسکے نہ ایسا نفع کریں نہ غیر کو فائدہ پہونچائیں بلکہ اُسپر طرہ یہ کہ بُری بُری تصانیف دنیا میں ایسی یادگار چھوڑ جائیں جسکے سب پڑھنے والوں کے اخلاق بگڑیں حالات خراب پیدا ہوں عقل و دانش میں فتور آوے پھر ایسے انسانوں کو خیر الناس کہنا چاہیے یا خارج الناس -

(ہشتم) ہمارے والدین نے ہمکو اس غرض سے علم پڑھایا کہ اُس سے ہم دینی و دنیوی فوائد حاصل کرنے کی لیاقت پیدا کرینگے اور اُس سے اپنے اور غیر کو فیض پہنچا دینگے - اسلیے نہیں پڑھایا کہ فیض پہنچانے کی عوض نقصان پہنچانے پر آمادہ ہوں گے اور اپنی عظمت و لیاقت کو خاک میں ملادینگے اور اپنی محنت و کوشش پر پانی پھیر دینگے اگر ہمارے بزرگوں کو ایسا معلوم ہوتا تو ہمکو علم ہرگز نہیں پڑھاتے -

علم چندانکہ بیشتر خوانی	چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند	چار پائے برو کتابے چند

(نہم) بادشاہ اگر کوتوال کو تلوار بخشتا ہے تو چوروں اور فسادیوں کے بندوبست کے واسطے نہ کہ غریب غربت کے سر اڑانے کو اسی طرح انسانوں کو خدا نے علم بخشا ہے رفاہ عام و فلاح خلق کے بندوبست کے واسطے نہ کہ جہاں میں ابتری ڈالنے اور اپنے برے حالات کا سرمایہ چھوڑ جانے کے لیے ؎

زیں عقل و دانش بباید گریست

سخت افسوس اور شرم کی بات ہے کہ ہمارے ہندوستانی بھائی علوم و فنون کے مذاق اور لطف سے اتنک نا آشنا اور کنارہ کش ہیں جب ہم انکی تصانیف و تراجم پر نظر ڈالیں تو ایسی تصنیفیں بہت کم نکلیگی جسمیں علوم و فنون کا ذکر چھا ہو اگر سارے میں ایک تصنیف دستیاب ہوئی ہی تو نا مکمل جس سے صاف بات ہوتا ہے کہ انکی دلربائی

بہت درجہ بڑھی ہوئی ہے ہاں انکی رغبت، انکی خواہش اُسکے خیالات اسطرف زیادہ مائل ہیں کہ حسن و عشق کی چھیڑ چھاڑ ہے داستانوں پر داستانیں اور رسالوں پر رسالے لکھے جائیں اور ناولوں پر ناول تیار ہوتے رہیں اور ایسی ہیں اُسکے وقت برباد ہوں اور آئیں اُنکی دولت کا خون ہو اور اسمیں اُسکے خیالات محدود رہیں رینلڈ کے ناول اور شیکسپیر کے ڈراما ترجمہ سے باقی نہ رہجائیں دنیازاد کی الف لیلہ ہے تو شہزاد کی بھی تلاش کیجائے بستان خیال کا ترجمہ اگر دہلی کی زبان میں ہو تو لکھنو کی زبان میں بھی ضرور ہونا چاہئے امیر حمزہ کی داستان اگر چار جلدیں ہے تو باقی کی جلدیں بھی ضرور لکھی جائیں فسانہ عجائب کا جواب سرور سحر تصنیف کرکے دیا جائے مثنوی بدر منیر کے مقابل مہر منیر تیار ہو طلسم نثر ہے تو نظم کیجائے ایک دیوان کی تصنیف کر بیٹھے صاحب دیوان کو تشفی نہیں ملتی اسلیے تین چار دیوان تیار ہوں اگر لکھنے والے کو مالیخولیا ہو گیا ہے تو پڑھنے والا بھی دیوانہ ہوجائے ؎

جہالت سے رکھا سدا کام ہمنے
کیا علم کو مفت بدنام ہمنے

اور خصوصًا ہماری قوم کا قدم ایسے کاموں میں سب سے آگے ہے۔

کوئی ان حضرات سے نہ تو پوچھے کہ حضرت آپکی اولاد تو یونہی بہت عاشق مزاج ہوگی اسکے واسطے اس سرمایہ کی کیا ضرورت ہے۔ جمع کرنا ہے تو کچھ علوم و فنون کا ذخیرہ جمع کر جائیے جسکے ذریعہ سے بیچارے پیٹ بھر روٹی کما کھایا کرینگے اور اپنی آبائی میراث زر و لعل بحضرت عشق پر وقف کرکے بھیک مانگنے کا پیشہ نہ اختیار کرینگے لیکن کہے کون اور سنے تو سنے کون ؎

نیش عقرب نہ درپئے کین است
مقتضای طبیعتش این است

چونکہ ہمارے سے پہلے زمانہ کے لوگوں کی طبیعت اچھی باتوں سے درگذر کر کے عشقیہ مضامین پر زیادہ کو تھوڑی سی مائل ہوئی تو آج اُسکا یہ نتیجہ نکلا کہ ہم سب عشق ہی کے بندے ہو گئے اور یہی کام پھرنے لگے جس سے زیادہ ہمیں جنون چڑھا یا اور فرہاد سے بڑھکر ہمیں بے اختیار کی تیشہ کی چوکھٹ کو کعبہ تصور کیا اور خیالی معشوق کے خیال میں جمال معبود کو بھلا دیا ؎

سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینوں پر
ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے

پس جبکہ ہماری عمریں ہمارے خیالات ہماری طبیعتیں ہمارے مضامین ہماری تصانیف ہمارا سرمایہ سب اسی حسرت عشق کے لیے رکھا ہے تو پھر ہماری اولاد کیونکر اس سے اجتناب کریگی اور کس طرح اس سے بچ سکے گی وہ تو ہمسے زیادہ عاشق العشق ہو کر اسلام کا نام ڈبونے اور شرافت کا نام کھونے اور انسانیت سے ہاتھ دھونے پر آمادہ ہوگی پھر تو نکما یوں چاہیے بقول شخصے ایک تو کڑوا کریلا دوسرے نیم چڑھا تو اور بھی کڑوا ہوگیا الغرض مندرجہ بالا باتوں پر نظر کر کے میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ایک کتاب ایسی تصنیف کیجائے جس سے ہمارے ملک اور قوم کو فائدہ حاصل ہو اور اُنکو پند و نصایح اس ڈھب سے کیے جائیں کہ اُنکے دل میں اُسکی وقعت اور خوبیاں سما جائیں اور اس کتاب کا مطالعہ اُنکے برے حالات پر کچھ بھی نیک اثر پیدا کرے۔

پس میں یہ کتاب چند مشہور و معروف علوم کے محاسن و فوائد میں لکھکر اپنے بھائی مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرتا ہوں تاکہ اُنکے شگفتہ دل بھلائیوں کی طرف راجع اور نا قابل خیالات فاسقیت کی طرف مائل ہوں اور دہ جہالت کی صد سے جونک کر علم و ہنر کے مزے لینے کے قابل ہوں اور اُنکو صرف دنیا کی ہی نہیں بلکہ دین کے بھی فائدے حاصل ہوں اور جہالت و نادانی کی گھٹا ٹوپ اندھیرے سے نکلکر فراست و دانائی کی روشنی میں داخل ہوں

اور کج روی و کج فہمی کے جال سے نکل کر عقل و شعور کی انجمن میں شامل ہوں اور ناراستی کو چھوڑ
کر راہ راست اختیار کریں

پس یہ کتاب آپ کو علوم و فنون کی تعریفیں سنا کر ان کتابوں کے مطالعہ کی رغبت
دلائیگی کہ جس سے آپ کی معلومات وسیع ہو اور آپ کی فہم و فراست کو ترقی ہو

دوم یہ کتاب آپ کو ایسے عمدہ شغل کی طرف متوجہ کریگی کہ جس میں آپکا وقت خرچ
کرنا فضول نہ ہوگا۔ بلکہ جو وقت کہ بیکاری اور فضول باتوں میں صرف ہوتا ہے اسکے مالی
نقصان سے آپ بچ جاوینگے۔

سوم یہ کتاب آپ کو کبوتر بازی و بٹیر بازی و مرغ بازی و پتنگ بازی و گنجفہ بازی و چوسر بازی
و شطرنج بازی وغیرہ کی بری لتوں اور بیہودہ دھندوں سے چھڑائیگی

چہارم اگر آپ کو عشقبازی کے رسالے اور بے اصول و بیہودہ لٹریچر یا کہانیاں اور ناول و فحش
قصوں کی کتابیں دیکھنے کا شوق ہوگا تو اس شوق کو بھی آپ راستی سے لگینگے اور بری
کتابیں دیکھنے سے خود بخود نفرت پیدا ہوگی

پنجم اس کتاب میں علوم و فنون کی تعریف و توصیف دیکھکر آپ کو فضل و کمال کے
پیدا کرنے کا شوق دامنگیر ہوگا۔ اور جو آپ اسکے حاصل کرنے کا ارادہ اور ہمت کرینگے تو
عزت اور ناموری اور دولت اور خوشحالی سب کچھ آپ کو میسر آویگی۔

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی
کس بے کمال ہیچ نیرزد عزیز من

راقم

خادم قوم میر سعد الدین حسین

علم تواریخ

اول اس علم کا بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ مورخ کی زندگی کا دائرہ بہت وسیع ہو جاتا ہے
جو اور کسی علم کے جاننے والے کو ہرگز میسر نہیں۔ یعنے علم تواریخ کا جاننے والا اسکو گویا
اور ہزاروں سال کے واقعات سے ایسا واقف ہوتا ہے کہ گویا یہ سب اُسکی نظروں کے
سامنے گذر چکا اور اُسکو زمانہ کا ایسا تجربہ حاصل ہوتا ہے کہ کسی جہاں دیدہ بوڑھے سے
بوڑھے آدمی کو بھی ہرگز حاصل نہیں۔

دوم یہ کہ زمانہ گذشتہ کے بادشاہوں کے عدل و انصاف و ظلم و ستم و جنگ و صلح و
اتفاق و نااتفاقی وغیرہ کے نتائج سے واقفیت پیدا ہوتی ہے اور ہمکو معلوم ہو جاتا
ہے کہ ان کاموں کا انجام کیا ہے اور انسان اپنی پیاری زندگی کو کونسی حالت میں
بسر کرے۔ خصوصاً حاکموں اور بادشاہوں کو اس سے بہت بڑا سبق حاصل
ہوتا ہے اور وہ اس کو بہت سود مند بتاتے ہیں لیکن یہ سمجھنا چاہیئے کہ بادشاہوں کے
حالات سے غریبوں کو کیا سبق مل سکتا ہے کیوں کہ غریب بھی اپنے اپنے گھربار اور متعلقین
کا بادشاہ ہوتا ہے اُسکو بھی اکثر اوقات انصاف اور ظلم جنگ اور صلح وغیرہ سے کام
پڑتا ہے اُسوقت اُنھیں کے استقلال اور صبر اور تدبیروں کا سبق ہمارے کام آتا ہے

سوم جبکہ ہم بڑے بڑے عقلمندوں اور حکیموں اور عالموں اور فاضلوں اور ناموروں
کے حالات تواریخ میں دیکھتے ہیں تو اُنکے نیک خیالات اور اعلے کمالات اور عمدہ چال
چلن پر خوب غور کرنے کا موقع ملتا ہے اور اُنکی خوبیاں ہم کو اپنی برائیوں سے حوسیمہ
کرتی ہیں اور جو نصیحتیں کہ ہمکو اُنکی زندگی میں اُنکی صحبت سے حاصل ہو سکتی تھیں اب ہم اُنکے
حالات کے مطالعہ سے حاصل کر سکتے ہیں

چہارم یہ کہ یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس دنیا میں رنج و راحت خوشی اور غمی ترقی اور تنزل

سب کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اس سے کوئی بادشاہ بچا نہ کوئی عاقل نہ عالم نہ پیغمبر نہ ولی
پس یہ بات ہمکو رنج وصدمہ اٹھانے پر دلیر اور قوی کر دیتی ہے اور ہم بآسانی
سے ایسی مصیبت کا رونا ختم کر دیتے ہیں۔ ؎

رنج کا خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں

پنجم ہمکو یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ دنیا محض بے ثبات ہے اسکی دولت حشمت پر غرور کرنا
یا حسد کرنا بالکل بیجا ہے جبکہ بڑے بڑے شہنشاہ اور بڑے بڑے زبردست پہلوان اور
بڑے بڑے مدبر حکیم و فلاسفر و عاقل و عالم اور پیغمبر وغیرہ اس زمین پر آ کر خاک کے ڈھیر
ہو گئے تو پھر دنیا کی کس چیز سے انسان دل لگائے ؎

حال دارا و سکندر پر ذرا رت دیکھیے
جنکے ڈنکے بج چکے ہیں انکی نوبت دیکھیے

ششم تواریخ بینی سے ہمکو بہت بڑی بڑی نصیحتیں اور ہدایتیں حاصل ہوتی ہیں اور وہ
ہمکو ایک تجربہ کار دانشمند و دوراندیش بناتی ہیں قرآن شریف میں جو اگلے پیغمبروں کے
قصے اور بادشاہوں کے حال اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے اسکا یہی باعث ہے کہ اگلوں کی باتوں سے
پچھلوں کو نصیحت اور عبرت حاصل ہو جو شخص کہ پہلے کسی راہ گیر کو ٹھوکر کھاتا ہوا دیکھے گا
تو ضرور خود اس ٹھوکر سے بچ کر چلیگا پس اسی طرح ہمکو تواریخ بینی سے جب کہ اگلوں کا ٹھوکر کھانا
معلوم ہوتا ہے۔ تو ہم خود بھی اس ٹھوکر سے بچکر چلتے ہیں قصص الاولین موعظۃ الآخرین
ہفتم تواریخ بینی سے ہمارا دل بہلتا ہے سابق کے لوگوں کی بہادریوں کے کارنامے
پڑھنے سے ہم کو بھی دلیری اور بہادری کا جوش پیدا ہوتا ہے اُنکے رنج و مصائب کی
داستانیں دیکھنے سے ہماری رنج و مصیبتیں ہم بھول جاتے ہیں اُنکے عروج اقبال
اور عیش و عشرت کے سامان دیکھنے سے ہمکو بھی وہی لطف حاصل ہوتا ہے اور وہ آن

کے دینی و دنیوی نقصانوں کو بالتفصیل ظاہر کیا ہے اور اُسکے بچنے کی تدبیریں
بیاں کی ہیں

واضح ہو کہ قوم کی علمداری کے باعث اس کی دوسرا حصہ میں تقسیم ہوئیں

گلدستۂ رفاہ

اس رسالے میں بھی دو لکچر نمبر پنجم و ششم مندرج ہیں لکچر نمبر
پنجم میں غیبت گوئی و دلآزاری کی برائیاں بیان کی ہیں اور لکچر نمبر ششم میں
ہندوستان کے اُن صاحب کمال لوگوں کا ذکر ہے کہ جو فی الحال زندہ موجود
ہیں اور جنکی ذات سے قوم کو بڑے بڑے فائدے اور عزت و فخر حاصل ہوا ہے۔

گلدستۂ فلاح

اس میں لکچر نمبر ہفتم و ہشتم تحریر ہیں اور لکچر نمبر ہفتم میں
علوم و فنون کی روشنی و فضل و کمال کی ترقی کا ذکر ہے کہ وہ کہاں سے کہاں
پہنچے اور لکچر نمبر ہشتم میں اہل یورپ کی تہذیب و شائستگی و ترقی جاہ و حشم
علم و ہنر کا تذکرہ ہے جو دیکھنے سے علاقہ رکھتا ہے۔

ہل جزاء الاحسان الا الاحسان

فہرست مضامین کتاب

لیے سوانح عمریاں لکھنے کا سلسلہ آپ زیادہ رواج پاجانے کے سبب سے اہل یورپ نے اسکا نام علم سوگرافی رکھا ہے اور فی الحال اُنمیں کتاب المامون والفاروق وحیات سعدی البرامکہ و سیرۃ النعمان وغیرہ نہایت عمدہ تیار ہوئی ہیں اور آئندہ انشاءاللہ بہت کچھ تیار ہونیکی توقع کیجاتی ہے۔

علم جغرافیہ

اول فائدہ اس علم کا یہ ہے کہ ہمکو اس روئے زمین کی حقیقت سے پوری طور پر واقف ہوجاتی ہے جسپر کہ ہم ہزاروں برس سے رہتے سہتے آئے ہیں اور ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں خشکی کسقدر ہے اور تری کسقدر سرد ملک کونسے ہیں اور گرم ملک کونسے ہیں۔ وہاں کے باشندے کیسے ہیں وہاں کا مذہب کیا ہے وہاں کیا پیداوار ہوتی ہے وہاں کون کون سے شہر کون کونسے پہاڑ واقع ہیں غرضکہ ہم دنیا کی حقیقت سے اس علم کی بدولت ایسے واقف ہوجاتے ہیں کہ گویا تمام جہان کی سیر ہمنے کرلی ہے

بیٹھ کر سیر ملک کی کرنا
یہ تماشا کتاب میں دیکھا

دوم سفر کرنے والوں کو اس علم سے بہت مدد ملتی ہے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ جہاں ہم جانا چاہتے ہیں وہ ملک یہاں سے کتنی دور ہے اور کون کون سے دریا راستے میں حائل ہوتے ہیں خشکی کا راستہ ہے یا تری کا وہاں کی زبان کیا ہے وہاں کے باشندوں کی طرز معاشرت کیا ہے وہاں کیسی بادشاہت ہے وغیرہ وغیرہ

سوم تجارت کرنے والوں کو اس علم کی بدولت بیوپار میں بہت آسانی اور سہولت ملجاتی ہے مثلاً وہاں کس کس چیز کی افراط ہے اور کس کس چیز کی ضرورت ہے وہاں تجارت کے بازارگاہ کون کونسے ہیں وغیرہ وغیرہ کی معلومات سے زیادہ نفع ہوسکتا ہے۔

چہارم بادشاہوں کو یہ علم رہبری اور مخبری کا کام دیتا ہے مثلاً ہمارے ملک میں کوئی

راستے سے دشمن آسکتا ہے۔ کونسی سرحد پر لشکر کا بندوبست رکھنا چاہیے اور ہم دشمن کے ملک میں کونسی راہ سے جاکر کامیاب ہوسکتے ہیں کونسا قلعہ ہماری فتح کا وسیلہ ہے وغیرہ وغیرہ اسباب دریافت کرنے سے فتح ظفر کا بندوبست امن امان کا انتظام ہوسکتا ہے۔

پنجم علم تواریخ یا اخبار دیکھنے والوں کو بغیر جغرافیہ جانے کے ہر گز وہ لطف نہیں آتا جو جغرافیہ والوں کو آتا ہے مثلاً ہمنے اخبار میں دیکھا کہ روم اور یونان کے درمیان لڑائی ہورہی ہے تو جب تک کہ ہم ملک کے احوال سے نا واقف ہوں تو کیونکر سمجھیں کہ روم اور یونان کا ملک کدھر ہے اُنکے درمیان کیا تعلق ہے اور لڑائی کونسی جگہ ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اور جب تک یہ باتیں نہ سمجھی جائیں خاک بھی مزا نہ آویگا۔

اِس علم کی تین قسمیں ہیں ایک جغرافیہ مدنی جسمیں زمین کے سرسری حالات ہیں جنکے فوائد اوپر بیان ہوئے۔ دوم جغرافیہ طبعی جسکو علم ہیئت بھی کہتے ہیں جسمیں خارج الارض چیزوں کا بیان ہے یعنے جو چیزیں زمین سے تعلق نہیں رکھتیں جیسے کہ رات دن کا گھٹنا بڑھنا سمندر کا جوار بھاٹا چاند سورج کا گرہن بارش آندھی سردی گرمی وغیرہ کے حالات اور اُسکے سبب ظاہر کیے ہیں سوم علم الارض جسکو جیالوجی بھی کہتے ہیں جسمیں زمین کی اندرونی کیفیت اور ساخت کا بیان ہوتا ہے اور اِس علم کی بدولت ہر قسم کی معدنیات دریافت ہوتی ہیں جو ہمارے بہت کام کی چیزیں ہیں جیسے کہ لوہا تانبا پیتل چاندی سونا قلعی سیسہ جست اور ہیرا زمرد یاقوت فیروزہ وغیرہ وغیرہ اور زمین کو بھونچال آنا اور پہاڑوں سے دریاؤں کا برآمد ہونا وغیرہ اسباب کو بھی علم ظاہر کرتا ہے اور خدا کی عظیم الشان قدرت کا تماشا دکھلاتا ہے جغرافیہ مدنی کی مشہور اور عمدہ کتابیں ہماری زبان میں یہ ہیں۔ جام جہاں نما کلاں جغرافیہ عالم اٹلس السماعیں۔ اٹلس کلاں یعنے نقشوں کی کتاب جسمیں تمام ملکوں کے رنگین نقشے

سے ہوئے ہوتے ہیں

علم ہیئت

ہر سو تیری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے

حیراں ہوں ان آنکھوں سے کیا کیا دیکھا

پروردگار عالم نے ہماری منفعت اور خدمت بجا آوری کے لئے دنیا کی سب اشیاء کو پیدا کیا اور بحر - آفتاب و ماہتاب رات دن آب و ہوا - سردی گرمی - بارش وادلے وغیرہ وغیرہ سب چیزوں سے ہمکو نے انتہا فائدہ پہنچتے ہیں بس اسکی حقیقت دریافت کرنے سے پیدا کرنے والے کی قدرت کاملہ کا اعتقاد ہمارے دل میں مضبوط ہو جاتا ہے اور جسطرح پر کہ یہ سب اشیاء اپنی خدمت کو بہت سرگرمی اور سدھی سے ادا کرتی ہوئی نظر آتی ہیں اسیطرح ہمکو بھی اپنی خدمت سرگرمی سے ادا کرنے کی ترغیب دیتی ہیں اور سستی و کاہلی سے نفرت دلاتی ہیں ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک درکار اند	تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار	شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

دوم اس علم کے مطالعہ سے ہماری معلومات وسیع ہوتی ہے جو ہمارے عقل و شعور کی رسائی کا باعث ہے ورنہ ہماری زندگی بالکل جانوروں کی بے لطف زندگی کے مشابہ ہوگی جو سوائے کھانے پینے کے ہر چیز کی واقفیت اور فوائد سے محروم کے رہتے ہیں بقول شاعر ؎

رہیں گمکردہ میں یا آشنائے آسماں ہیں ہم

جہاں کا نام ہی کوئی نہیں لیتا جہاں ہیں ہم

سوم وہ کون شخص ہوگا جسکو خدا کی قدرت کے کرشمے اور اسکی صنعت کاملہ کے تماشے دیکھنے کو جی نہ چاہے اور خصوصاً ان چیزوں کا دیکھنا جنکو خالق نے ہمارے ہی فائدے

کے سبب پیدا کیا ہو جیسا کہ پروردگار اپنے کلام پاک میں حکم فرماتا ہے۔ قل انظروا ماذا فی السموات والارض۔ یعنے کہدے اے نبی کہ نظر کرو اور دیکھو اُن چیزوں کو جو آسمان و زمین میں ہیں۔ اور حضرت رسالت مآب فرماتے ہیں۔ تفکروا فی خلق اللہ یعنے فکر کرو بیچ مخلوق اللہ کے اسلئے کہ ہمکو معلوم ہو کہ پروردگار عالم نے تمام مخلوقات کا کیسے انتظام اور بندوبست کیا ہے جس سے ہماری عجز و لاچاری اور اسکی عظمت و جلال کا ثبوت ملتا ہے اور سکی قدرت و شرکاں و حدت کو اکثر غلط فہمی سے ثابت کرتا ہے ؎

کھول کر آنکھ میرا دیدہ جہاں کر غافل
خواب ہو جائیگا پھر جاگ کے سونے سے تجھے

چہارم اگر یہ علم ہوتا تو ہم کو کیا خبر ہوتی کہ موسم کیونکر بدلتے ہیں سردی اور گرمی آندہی اور بارش برسنے اور اولے کے پیدا ہونے کا کیا سبب ہے اور اُس سے کیا کیا فائدہ منظور ہیں رات دن کا گھٹنا بڑھنا کیس لئے ہوا کرتا ہے آسمان پر رنگ برنگ کی کمان جسے قوس وقزح کہتے ہیں کس واسطے نکلتی ہے چاند اور سورج کو گہن لگنے کا کیا موجب ہے دم دار ستارے کی کیا حقیقت ہے غرضکہ وہ وہ عجائبات اور نوادرات عالم کی پوری پوری حالت کا فوٹو یہ علم ہمارے سامنے کھینچ دکھاتا ہے کہ اگر اسکے بغیر ہم اپنی عقل کے زور سے سیکڑوں برس اسکے اثبات بابت کیا کریں تو بھی ہمارے ذہن ہار سا اور خیال ناقص میں نہ آسکیں کہ یہ کیا باتیں ہیں۔

پنجم مفید اور کارآمد حساب سے صاحبان ہیئت نے کل روی زمین کو بہت ٹھیک علم سے پیمایش کیا ہے اور تفاوت ملکوں اور شہروں اور جزیروں اور ٹاپوؤں کا باقاعدہ میل اور کوس کے حساب سے کر دکھلایا ہے اور سمندر کے ایسے نقشے درست بنائے ہیں کہ گویا جہازوں کے واسطے ایک ایسی راہ کھل گئی کہ جہاں جی چاہتا ہے چلے جاتے ہیں۔

سیوم اگر یہ علم نہ ہوتا تو سمندر کی راہ کی ناواقفیت کی وجہ سے ایک ولایت کا آدمی دوسرے ملک کے راستے کو نہ پا سکتا اور اگر پاتا بھی تو ہزاروں دشواریوں اور دقتوں کا سامنا ہوتا اور ایک ملک کا اسباب دوسرے ملک میں نہ پہنچ سکتا کیونکہ جہاز سمندر میں بس تنہا صرف قطب نما سورج چاند اور ستارے کی رہنمائی سے چلتے ہیں اور راتوں کے طوفانوں سے بچکے آخر ایسے دور دراز بندر مقصود پر پہنچتے ہیں۔

علم ہیئت کو جغرافیہ طبعی بھی کہتے ہیں اور چونکہ اس میں ستاروں کی گردش وغیرہ کا حال ہوتا ہے۔ اسلئے اسے بعض محقق علم نجوم بھی کہتے ہیں لیکن یہ علم نجوم نہیں ہے کہ جس سے آدمیوں کی قسمت کا حال بتایا جاتا ہے زمانۂ سابق اور زمانۂ حال کی علم ہیئت میں بہت سا تغیر اور تبدل اور فرق ہو گیا ہے۔ مدت دراز گذری کہ ایک یونانی حکیم بطلیموس کی تحقیقات سے یہ ثابت ہوا تھا کہ اس نظام عالم کے تیرہ کرہ ہیں سب سے اوپر فلک اطلس پھر اسکے نیچے فلک ثوابت پھر اسکے نیچے فلک زحل پھر فلک مشتری پھر فلک مریخ پھر فلک شمس پھر فلک زہرہ پھر فلک عطارد پھر فلک قمر ہیں اسکے بعد کرہ ناری پھر کرہ ہوا اور پھر کرہ پانی واقع ہے اور سب کے بیچ میں کرۂ ارض یعنے زمین ہے اور یہ سب مثل پیاز کے چھلکوں کے ایک دوسرے کو گھیرے ہوئے ہیں اس نظام میں زمین ساکن یعنے ٹھہری ہوئی اور آسمان مع اپنے ستاروں کے متحرک یعنے چکر کھاتا ہوا قرار دیا گیا تھا چنانچہ اسی لیے اسکا نام چرخ رکھا گیا اور آج تک شعرا اسکو اسیطرح اسی معنی میں لاتے ہیں جیسا کہ اشعار مندرجہ ذیل سے ظاہر ہوتا ہے ۔

وہ بھی ہوگا کہ کچھ امید بر آئیگی	ایسا مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلا

یکے گردش چرخ نیلوفری

نہ نادر بجا ماند و نے نادری

تین سو سال کا عرصہ ہوا کہ حکماء یورپ نے مثلاً حکیم گیلیلیو و حکیم اسحٰق و غیرہ نے اسی
جدید تحقیقات سے نظام شمسی کو ظاہر کیا اور آفتاب کو عالم کا مرکز ٹھہرایا اور زمین معہ دیگر
تمام ستاروں کے اُسکے آس پاس گھومتے ہوئے قرار دیا اور خوردبین و دوربین وغیرہ
عجیب و غریب آلات ایجاد کرکے اِس علم کی خوب تحقیقات کی اور بہت سے ستارہ ایسے
دریافت کئے کہ جو اُن سبع سیارہ کے علاوہ ہیں اِس سے پیشتر کوئی اُنکو نہ جانتا تھا
جیسے کہ سیرس پالس - جونو - وسٹا - ہرشل - نیپچون - اور انکا قول ہے کہ جسقدر سیارات
ہیں وہ سب اِس دنیا کے مانند آباد ہیں اور وہاں بھی خدا تعالیٰ نے ضرور ذی ارواح
مخلوقات پیدا کی ہے پس اِس جدید علم ہیئت کو نظام شمسی کہتے ہیں اور پرانی کو نظام
بطلیموسی سے

عالم ہمہ مرآت خیالِ ازلی است
مے باید دید و دم نمے باید زد

اس علم کی عمدہ کتابیں ہماری زبان میں یہ ہیں - الارض - جغرافیہ طبعی رسالہ نظام شمسی
واضح ہو کہ رصد خانہ جسمیں علم ہیئت کے تمام مشاہدات کا لطف حاصل ہوتا ہے شہر
کلکتہ میں بنایا گیا ہے۔

علم نباتات

علم نباتات وہ مبارک علم ہے کہ جسکی خوبیاں اور فائدے بیان کرنے کو ایک دفتر چاہیے
نباتات یعنے روئیدگی - روئیدگی سے مراد ہر قسم کے درخت وغیرہ ہیں - اوّل فائدہ
اسکا یہ ہے کہ اِسی سے ہر جاندار مخلوق کی پرورش ہوتی ہے اور ہماری سب کی زندگی
کا باعث یہی نباتات ہے اناج میوہ ترکاری وغیرہ اسی سے پیدا ہوتی ہیں اور نباتات
ہی ہمارے کھانے پینے میں آتی ہیں پس اُسکے علم سے ناواقف رہنا اور خدا کی ایسی
عظیم نعمت کا شکریہ بجا لانا عین کورنمکی و کفران نعمت ہے

دوم نباتات ہی سے ہمارے آسایش کے لیے مکان اور ہماری سترپوشی کے لیے
لباس تیار ہوتا ہے یعنے ہر قسم کا لکڑا عمارت اور گاڑی وغیرہ بنانے کے لیے
اور کپاس ہر قسم کے لباس تیار کرنے کے لیے نباتات ہی سے میسر آتا ہے پس اس
علم کا جاننا ہمکو نہایت ضروری اور بہت کار آمد ہے۔

سوم نباتات ہی سے ہمکو ہر قسم کی پُر اثر دوائیں میسر آتی ہیں اور اُسکے استعمال سے
سیکڑوں عارضے اور ہزاروں بیماریاں و تکلیفیں دور ہوتی ہیں۔ علم طب و ڈاکٹری
کی رونق علم نباتات ہی کی بدولت ہے غرضکہ تمام دنیا کا کاروبار اسی علم کے وسیلے
سے چل رہا ہے۔

چہارم ہماری زندگی کی راحت اور روح کی فرحت اور آنکھوں کی طراوت اور دماغ
کی قوت و تازگی کا دار و مدار نباتات ہی پر موقوف ہے ہر ایک قسم کے رنگ رنگ
پھول اور سبزہ زار ہماری آنکھوں کو طراوت بخشتے ہیں اور نگاہوں میں بہت پیارے
معلوم ہوتے ہیں اور طرح طرح کی خوشبوئیں ہمارے دماغ کو معطر کرتی ہیں۔ سب قسم
کے عطریات اور تیل پھلیل اسی سے تیار ہوتے ہیں اور ہماری روح کو تر و تازہ رکھتے
ہیں اور فرحت بے اندازہ بخشتے ہیں غرضکہ باغبانی اور زراعت اور تجارت کا بہت بڑا
وسیلہ یہی نباتات ہے پس اسکے علم سے ناواقف رہنا محض جہالت و خرافات ہے
علم نباتات میں تمام قسم کے درختوں کا ذکر ہوتا ہے اُنکی پہچان اُسکے خواص اور فوائد
اُنکی عمریں اُنکے بونے اور پرورش کرنے کی ترکیبیں بیان کیجاتی ہیں اسکے معلوم کرنے
سے نہایت عجیب و غریب حالات اور خاصیتوں سے واقفیت ہوتی ہے اس علم
کی عمدہ کتابیں ہماری زبان میں ہیں۔ جوہر زراعت۔ جوہر نباتات[1]۔ جوہر باغبانی مخزن الادویہ

[1] نباتات کی چند قسمیں ہیں ایک تو خوراکیات یعنے میوہ و دخت [illegible] کے کھانے کے کھانے میں آتے ہیں دوم [illegible] یعنے نباتی ترکاری جنکو پکا کر
کھایا جاتا ہے سوم [illegible] یعنے [illegible] چہارم ادویات یعنے ہر قسم کی دوائیں [illegible] یعنے ہر قسم کے پھولدار کے درخت
اور خوشبودار [illegible] یعنی [illegible] وغیرہ

علم حیوانات

محو ہو کر دیکھ نیرنگی طلسم دہر کی
سیر کر حیرت کدہ میں وسعتِ تصویر کے

واضح ہو کہ ذی روح اور جاندار مخلوق کو حیوانات کہتے ہیں اس علم سے ہر قسم کے جانوروں اور انسانوں کے حالات اور انکی عمریں انکے افعال انکے خواص اور فائدے وغیرہ کی کیفیت پوری پوری طور پر معلوم ہوتی ہے۔

دوم بہت سے جانور خاص ہماری ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں اور ہمکو اُنسے نہایت درجہ آرام اور عنایت درجہ فائدے پہنچتے ہیں مثلاً گھوڑا اونٹ ہاتھی بیل بھینس بکری مرغی وغیرہ تو جب تک اُنکے حالات سے اچھی طرح پر واقف ہو تو اُنکی پرورش غور و پرداخت پر کیونکر نظر رہے اور اُنسے فائدے کیونکر حاصل ہو سکیں۔ علاوہ اسکے ریشم اُون چمڑا مشک ہاتھی دانت وغیرہ سب سے اشیاء مفید اسی علم کی بدولت ہمکو میسر آتی ہیں

سوم بہت سی عجیب و غریب حکایتیں جانوروں کی نسبت غلط مشہور ہیں جیسے کہ بعض سانپ کے منہ میں منکا ہوتا ہے جسکی روشنی چراغ سے زیادہ تیز ہوتی ہے اور ایک قسم کا بچھو ایسا ہوتا ہے کہ جسکے ڈنگ مارنے سے ماسہ اکسر ہو جاتا ہے اور مور کی اولاد جفتی سے نہیں ہوتی بلکہ مور کے آنسو مادہ چگ لیتی ہے وغیرہ وغیرہ کی صحت و غلطی سے ہمکو واقفیت ہوتی ہے

چہارم بہت سے جانور درندے و گزندے و حشرات الارض ہیں کہ جن سے انسان کو اکثر نقصانات مالی و جسمی و جانی پہونچتے ہیں اور اُن سے تکلیف و ایذا اٹھاتے ہیں۔ تو جب تک کہ اِس علم سے اُنکے حالات نہ دریافت کیے جائیں اور اُنکے شر سے محفوظ

رہنے کی تدبیریں نہ سجھی جائیں تو کیونکر اُسے اطمینان و فراغت حاصل ہو سکے
پنجم پروردگار کی قدرت اعلےٰ کا مشاہدہ اور جانوروں کے عجیب وغریب حالات کا معائنہ اور تنہائی میں اسا قیمتی وقت کاٹنے کا اچھا مشغلہ اور رنج وغم والم میں دل بہلانیکا عمدہ ذریعہ یہ علم ہے بقول شاعر ؎

کنج تنہائی میں انساں کے لیے
غم غلط کرنے کی یہ تدبیر ہے

واضح ہو کہ علم نباتات وحیوانات وجمادات وغیرہ موالید ثلاثہ کہتے ہیں اور یہ علوم انگریزی شناص ہیں ہمکو نہایت افسوس اسبات کا ہے کہ ہماری زبان میں ان علوم کی کتابیں مکمل اور تشریح کے ساتھ ابھی تک تصنیف یا ترجمہ نہیں ہوئیں۔ علم ہیئت اور علم موجودات کی ہمنے جسقدر کتابیں لکھی ہیں وہ تھوڑی لکھی ہیں بقول شخصے۔ ایں ہم علیمت است اور آسودہ ہی علےٰ ہذا القیاس۔ علم حیوانات کی اردو کتابیں یہ ہیں جوہر حیوانات۔ نظام حیوانات۔ اور عجائب المخلوقات

بڑے بڑے شہروں میں اکثر عجائب خانہ (میوزیم) ہوتے ہیں جہیں موالید ثلاثہ کی سیر بخوبی ہو سکتی ہے اور اس علم کے طلبا کو بہت مدد پہنچتی ہے آپ بھی نباتات وجمادات و حیوانات کو وہاں پر مجسم اصلی حالت پر رکھے ہوئے ملاحظہ فرماکر خدائی قدرت کی سیر کریں اور کتابوں میں اُنکے احوال پڑھکر لطف زندگی اُٹھائیں اور اپنی معلومات کو زیادہ وسیع کرکے سعادت الاوانہ سے محروم نہ رہیں۔ کیونکہ علم تست نہ ازجہل تست۔

علم جمادات

عطا ئست ہر موی از وبر تنم
چہ گونہ بہر موی شکری کنم

خدا کی قدرت سے جو زمین میں انسان کی بہبودی اور کاربرآری کے لیے خزانے
گاڑھ رکھے ہیں اُسکو معدنیات کہتے ہیں - چاندی - سونا - جست - تانبا - پیتل -
سیسہ - قلعی - پارہ - گندھک - ارک - لوہا وغیرہ - ان چیزوں سے ہم جو کچھ کہ فائدے
اُٹھاتے ہیں - اُس کو تمام عالم جانتا ہے اگر یہ چیزیں پیدا نہوں تو ہمارے کاروبار یک
لخت بیکار ہاتھ پاؤں کے ٹوٹے لنجے ہو کر رہجائیں - سکہ کاہے کا چلائیں - برتن کاہے
کے بنائیں - زیور کاہے کا پہنیں - آلات و اوزار کیونکر تیار کریں - کھیتوں میں ہل کس چیز
کے چلائیں - گاڑیوں جہازوں اور مکانوں کو کس شے کی میخیں لگا کر مضبوط کریں - غرضکہ
ان سب چیزوں کی ماہیت و حقیقت و خاصیت و فوائد و ترکیب اسی علم کی مدد سے
ہمارے فہم و ادراک میں آسکتی ہیں اور ہمکو جا دان سے پورے طور پر فائدہ لینے کا موقع
حاصل ہوتا ہے -

دوم اسی علم کے باعث ہیرا - پکھراج - نیلم - زمرد - یاقوت - فیروزہ وغیرہ پیدا کرنیکی
ہم صلاحیت رکھتے ہیں اور ایسے ایسے بیش بہا جواہر جن کی چمک دمک اور آب و تاب سے
ہماری آنکھیں خیرہ اور چکا چوند ہو جاتی ہیں - پہاڑوں اور پتھروں میں سے باہر لاتے
ہیں اور اُسکو پہن کر اپنے حسن صورت کو دوبالا کرتے ہیں -

سوم بہت سے اقسام کے رنگ برنگی پتھر اپنی عمارتوں کے کام میں لاتے ہیں اور بہت
سے اسباب نادرہ اُس سے تیار کرتے ہیں جیسے کہ سنگ مرمر و سنگ خارا و سنگ موسے
و سنگ تارہ و بلور و سنگ سماق و سنگ مقناطیس و سنگ یشب و عقیق وغیرہ اور
علاوہ اسکے بہت سے پتھروں کی عجیب و غریب خاصیتوں سے اکثر منافع حاصل
کرتے ہیں اور خدا کی عنایتوں کا شکر بجالاتے ہیں کہ اُسنے اپنی تمام مخلوقات میں صرف
انسان ہی کو دنیا کی ہر ایک شے پر حکمران اور قابض کیا اور خاص ہماری ہی منفعت
کے لئے ان چیزوں کو اپنی قدرت کاملہ سے ظہور میں لایا -

چہارم مخلوق پرستوں کو اس علم سے اگر وہ سمجھ کر پڑھیں تو بہت بڑی ہدایت ملتی ہے
جیسے حجر و شجر وغیرہ کے آگے سر جھکانا اور اُنکو نفع و نقصان کا مالک سمجھنا کسقدر خلاف
عقل و دانش اور بیہودہ بات ہے کیونکہ یہ خود ہماری تابعداری اور خدمت بجا آوری
میں مشغول ہیں پس لازم یہ ہے کہ جسنے انکو اور ہمکو پیدا کیا ہے اُسی کے آگے سر جھکائیں
اور خلاف راہ ٹھیک کر اپنی عاقبت نہ گنوائیں جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

میاموز جز علم گر عاقلی
کہ بے علم بودن بود غافلی

جمادات سے مراد یہاں چیزیں ہیں یعنی کنکر پتھر و معدنی اشیاء اسکی عمدہ کتابیں اُردو زبان میں سوائے
جوہر جمادات کے اور کوئی میری نظر سے نہیں گذری خدائے پاک ہمارے ملک کے
باشندوں کو نیک توفیق دے کہ وہ اس طرف مائل ہوں اور ایسے بیہا علوم کے
خزانہ سے بہرہ ور ہونے کا فخر حاصل کریں اور اپنے تئیں بے نصیب و محروم رہکر اپنے
ملک اور قوم کو بدنام نہ کریں۔ تمام

علم جر ثقال

بنائے کار بر تدبیر باید
کہ بے تدبیر کارے بر نیاید

جر ثقیل کے معنے یہ ہیں کہ بھاری چیز کو آسانی سے اور تھوڑی قوت سے اُٹھا لینا
اور کھینچ سکنا۔ مراد یہ کہ مختلف کلوں سے اور آلات کے ذریعہ سے بڑے بڑے مشکل
کاموں کو بسہولت انجام دینا اس علم نے ہمارے زمانہ میں جو عروج پایا ہے وہ بیان سے
باہر ہے اگر پہلے زمانے کے لوگ دیکھتے تو ہمکو فرشتوں سے بھی بڑھ کر زور آور سمجھتے اور

نہایت حیران و متعجب ہوتے اول ریل گاڑی کی تعجب خیز رفتار کو دیکھو کہ جس میں سوں
اور مہینوں کے سفر دنوں اور گھنٹوں میں طے ہوتے ہیں اور اِس لطف و آرام کے
ساتھ کہ ایسا آرام اگلے زمانے میں سفر کرنے والے بادشاہوں کو بھی میسر نہ آتا ہوگا علاوہ
اِسکے ہزاروں اور لاکھوں من بوجھ بھی اسی طرح اُٹھا لیجاتی ہے اور تکان مطلق نہیں۔
دوم اس علم کے طفیل میں ہماری طرح ہمارے کارآمد جانوروں کو بھی بے انتہا فائدہ
پہنچا ہے ورنہ ہماری خاطر دھوپ کی سختیاں پہاڑوں اور ندیوں کا اُترنا چڑھنا و سوں
اور گٹھڑیوں وزن کا اُٹھانا جگہ جگہ سر لیں کرنا سب تکلیفیں ہمارے جانوروں کو
بھی کرنی پڑتی تھیں جو ہمکو اور اُنکو بھی وبال جان تھا جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔ ؎

اندر سفر مشقت و دل ملامت است
گر ہست خوشدلی و فرح در اقامت است

سوم دریاؤں اور ندیوں کے بڑے بڑے پل اسی علم کے ذریعہ سے بنائے گئے ہیں
گویا پانی میں عمارت کھڑی کرنا اِس علم کی بدولت ہمکو نصیب ہوا ہے اور بنی آدم کی
مصیبتوں کو راحت اور آرام سے بدل دیا ہے۔
چہارم جہاز اور آگبوٹ اِسی عظیم الشان علم کا نتیجہ ہیں جنہوں نے بحر و بر کو یکساں کر دیا ہے
بلکہ خشکی سے زیادہ تری کے سفر میں آرام میسر آتا ہے اور انسان بے کھٹکے تمام جہان کے
ملکوں کی سیر و سیاحت کرسکتا ہے
پنجم تیلی گھر اور پن چکیاں اور لوہے کی مشین اور کاغذ کی کلیں اور چھاپے خانہ وغیرہ
وغیرہ اسی علم سے ایجاد ہوئے ہیں جنمیں ہزاروں اقسام کا کپڑا اور نئی نئی چیزیں کارآمد
بنائی جاتی ہیں اور دریوں و جلاہوں و کاغذیوں و مستریوں اور معماروں کی سخت مشقتوں
کو دور کرکے سہل کر دیا ہے اور زرہ گروں اور زرگروں اور آہنگروں وغیرہ کل تنگ کا ہوا
[illegible] اور [illegible] بھی بنائے جاتے ہیں [illegible] زمانے میں ایک ایک کا کہنا اور [illegible]

کا نما اسقدر دشوار تھا کہ اُسکی محنت و دردسری کو وہی شخص جانتا ہوگا جسکو کرنا پڑتی تھی

ششم جنکہ سیکڑوں اور ہزاروں قسم کی محنتیں و تکلیفیں بنی آدم کی اس علم نے دور کیں تو اُسکے ساتھ یہ بھی فائدہ ہوا کہ ہر ایک چیز گراں تھا جو بہت سا زر بکھیر کے بھی میسر نہیں آتی تھیں اب کوڑیوں کے مول سستی ہو گئیں اور جو چیزیں کہ امیروں اور دولتمندوں کے گھر نظر آتی تھیں اب اُنسے غریب بھی محروم نہیں رہے۔ غرضکہ اس علم کے منافع اور خوبیاں جسقدر بیان کیجائیں کم ہیں اور یہ شعر اس علم کی صفت میں خوب موزوں ہے ع

یہ میتی کامی عقل سترلف ورلے درس
تواں کمند بصرف بآسمان افگند

علم طب

ہزار نعمت و اقبال و تندرستی ہا
فدائے یکدم آرام و تندرستی ہا

انسان کی بیماریوں کی تشخیص اور اُسکا علاج اسی علم پر موقوف ہے تندرستی جو دنیا میں ہر ایک چیز سے زیادہ ہمکو عزیز ہے اور جسکے باعث سے ہماری زندگی کا دار و مدار ہے۔ وہ لاچار مریضوں اور دکھیوں کو اسی کے سبب سے نصیب ہوتی ہے اور نہایت خوفناک اور مایوس کرنے والے مریضوں پر یہ علم اپنا مسیحائی اثر دکھاتا ہے اور اُنکی رسوں سے مدتی زندگی کو دوبارہ جلاتا ہے ع

آدمی کہتے ہیں جسکو ایک پتلا کل کا ہے
کل کہاں پھر اُسکو جب کل ہو ذرا اگڑی ہوئی

دوم انسان کی عبادت کا دار و مدار بھی تندرستی پر موقوف ہے جب صحت میں فتور ہوگا

تو کیونکر اُس سے خداوند پاک کی اطاعت و بندگی ہو سکے گی اور کس طرح وہ اپنے مالک
کے احکام کی بجا آوری سے اسکی رضامندی حاصل کرے گا۔ اور اپنی عقبے کو سنواریگا
سوم بجا آوری کاروبار دنیوی کی اور فکر معاش اہل و عیال و طاقت کسب و ہنر وغیرہ سب
کام تندرستی پر موقوف ہیں اگر اس علم سے ہماری بیماریوں کے علاج نہوں تو تمام دنیوی
کاموں سے بھی معطل رہنا پڑتا ہے اور ہمکو اور ہمارے متعلقین کو نہایت تکلیف لاحق
حال ہوتی ہے۔
چہارم بندگان خدا کی آزار و تکلیف کو دور کرنا اور انکو فائدہ پہنچانا اس علم سے
خوب حاصل ہوتا ہے اور مریضوں کے ممنون احسان ہونے کے علاوہ پروردگار کی
بھی خوشنودی و رضامندی اسی پر منحصر ہے چنانچہ کسی نے کہا ہے ؎

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

علم طب کا جاننا صرف حکیموں کے لیے ضروری نہیں ہے بلکہ اس علم سے تھوڑا بہت
واقف ہونا ہر انسان کو لازم ہے تاکہ اپنی صحت کی حفاظت کا خیال رکھ سکے اور
اپنے بچوں کی پرورش میں بھی ہر ایک بات کا لحاظ کر سکے کیونکہ ادنے ادنے بات
پر حکیموں کے ہاں دوڑے جانے سے ایک تو روپیہ کا خرچ ہے دوسرے انکی خاطر
و منتیں کرنی پڑتی ہیں اور بار بار ممنون احسان ہونا پڑتا ہے تیسرے یہ کہ جبتک بیماری پر
گرسے بے پروائی کیجائے اور اُسکے انسداد کی تدبیر عمل میں نہ لائی جائے تو اور زیادہ روگ
پھیلا بیٹھنے کا اندیشہ ہے یا تدبیر خلاف قاعدہ طب کے کیجائے تو بھی موجب نقصان
وسلب رمادی عنوز کا ہے اسلیے ہر شخص کو اس علم کی سخت ضرورت ہے۔ کتاب
عرحان۔ کیمیائے انسان صحت الاطفال طب اکبر ترجمہ شفاء الابصار مصنفہ
حکیم محمود خان صاحب دہلوی یہ کتابیں ہمارے حفظ صحت کے آئین و آداب بتاتیں

میں نہایت شمار ہیں
واضح ہو کہ علم طب کے جاننے والے کو طبیب کہتے ہیں مگر اس زمانے میں عام رواج
حکیم کہنے کا ہو گیا ورنہ علم حکمت جسے فلاسفہ اور علم سائنس کہتے ہیں اسکا جاننے والا
حکیم اور فلاسفر کہلاتا ہے جیسے کہ بقراط و سقراط و لقمان و افلاطون و ارسطو وغیرہ حکیم تھے

علم اخلاق

علم اخلاق وہ علم ہے کہ جس سے انسان کی بری عادتیں اور خراب خصلتیں دور ہوتی
ہیں گویا اس علم میں انسان کی روحانی بیماریوں کا علاج ہے جیسا کہ طب میں جسمانی
مرضوں کا علاج ہوتا ہے۔ یہ علم بنی آدم کے حق میں نہایت مبارک ہے جو انکو بدیوں
سے بچا کر انسانیت و قابلیت کے جوہر سے آراستہ کرتا ہے اور نادانوں کو دانائی کا
سبق سکھاتا ہے اور وحشیوں کو مہذب بناتا ہے اس علم کی خوبیاں احاطۂ تحریر سے
بیرون اور حد تقریر سے افزوں ہیں۔
دوم جو خرابیاں بنی آدم کے گھروں میں بسبب کج خلقی و بدمزاجی و تنگ ظرفی و بے سمجھی
و نامنصفی کے پیدا ہوتی ہیں اُنسے بچاؤ کی صورت سوائے اس علم کے ممکن نہیں پس
لازم ہے کہ ہم اپنے کو اور اپنی اولاد کو خواہ لڑکی ہو یا لڑکا علم اخلاق کی تربیت دیں
تاکہ اُنکے دل اور طبیعتیں بُری عادتوں سے محفوظ رہیں اور برائی سے نفرت کرنے
لگیں اور بھلائی کی طرف راسخ ہوں اور نیک کاموں کی طرف رغبت کرنے لگیں
اور رات دن کے جھگڑوں و خصومتوں و رنجشوں سے تمام گھر والوں کو نجات ملے
ورنہ میاں بیوی میں ان بن۔ ساس بہو میں بگاڑ بھائی بہنوں میں ناچاقی۔ ماں باپ بیٹوں
میں انحراف غرض کہ ایک دوسرے سے مخالف اور ایک دوسرے کا بدخواہ ہو کر
اپنی تمام زندگی نااتفاقیوں میں بسر کرتے ہیں نہ کوئی اپنے مزاج کو قابو میں لا سکتا ہے

اور نہ کوئی اپنی عادات کو بُری سمجھتا ہے ؎

ہر کس بحال خویش خیطے دارد

سوم ہر ایک دین و مذہب میں سب سے زیادہ اخلاقی تعلیم مدنظر ہوتی ہے کہ جس سے انسان راستی و راستی کو سمجھنے لگے اور اسپر عمل کرکے دین و دنیا کی بھلائیاں اپنے ساتھ لیجائے اور اپنے خداوند کو جو سب سے زیادہ خلیق اور خلق کو پسند کرنیوالا ہے اپنی خوش اخلاقی و نیک چلنی سے راضی کرلے۔ چنانچہ دین اسلام جسکی بنیاد اسی علم پر رکھی گئی ہے ہمکو کیسی عمدہ ہدایت کرتا ہے۔ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ یعنے میں اسلیے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاق کی خوبیوں کو کمال کے درجہ تک پہنچادوں اور پروردگار ہی اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ تخلقوا باخلاق اللہ یعنے اللہ کی طرح نیک اخلاق پیدا کرو ؎

بستر بے خاک را لعل یا یا گوہر یافتا

مزاج اچھا اگر پایا تو سب کچھ اُسے بہر پایا

چہارم حیوان اور انسان میں کوئی تفاوت اور فرق نہیں سوائے اسکے کہ انسان کو عقل اور سمجھ خدا نے عطا فرمائی ہے اور حیوان کو بے سمجھی انسان کو دولت علم پر جاوی کیا ہے اور حیوان کو بے نصیب و محروم رکھا ہے پس اگر انسان با وجود انسان ہونے کے انسانی مراتب کا لحاظ نہ رکھے اور علم و سمجھ سے بے نصیب ہے تو پھر وہ انسان کاہے کا ؎

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا

آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

پس یہی علم ہے کہ جو ہمکو انسانیت کے قانون سے واقف کرتا ہے اس علم کی عمدہ اور مشہور کتابیں یہ ہیں ترجمہ اخلاق جلالی ترجمہ اخلاق محسنی۔ ترجمہ اخلاق ناصری۔ ترجمہ گلستاں ترجمہ بوستاں ترجمہ انوار سہیلی۔ محاسن الاخلاق مکارم الاخلاق۔

تہذیب الاخلاق۔ مصنفہ شمس العلما مولوی ذکاء اللہ اور اخلاقیہ ناولوں میں حقیقت۔
وابن الرئیس وبنات النعش ومنتخب اعمال وقعدۃ الجواہر۔ وحام ستارہ وافسانہ نادر جہاں
ترغیب رودرگا۔ وافسانہ عقول وفسانہ معقول۔ وتوبۃ النصوح ومراۃ العروس
محصنات وابن الوقت وغیرہ داخل دیہیں۔

علم انشاء

خط ہو یا عرضی بیعنامہ ہو یا رہن نامہ عہد نامہ ہو یا وصیت نامہ وکالت نامہ ہو یا
مختار نامہ نکاح کا قبالہ ہو یا مہر کا کاغذ تقریر ہو یا لکچر تصنیف وتالیف ہو یا ترجمہ
سب میں علم انشا کی ضرورت ہے اور اسکے بغیر ہمارا کوئی کام نہیں چل سکتا۔
دوم بغیر زبان ہلائے اور بغیر کان سے سنے کے آنکھوں سے لکھا ہوا دیکھ کر ہم دوسروں
کے دل کے خیالوں کو معلوم کر سکتے ہیں۔ اسطرح بغیر نطق بیان وسمع کے صرف ہاتھ
اور قلم کے اشاروں سے اپنے ذہن کا مطلب دوسرے کے ذہن میں داخل کر سکتے ہیں
سوم کسی عقدے کے کھولنے میں ایسے امور راز پہنچانے کے بعد ہم اپنا پیغام خود آپ میلوں
اور کوسوں دور پہنچا سکتے ہیں۔
چہارم بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جسکو ہم اپنی زبان پر لانا نہیں چاہتے اور سبب
ادب واخلاص اور شرم ولحاظ کے اس کا بیان کرنا دشوار ہوتا ہے اسلئے بذریعہ
تحریر ہم سب باتیں کہہ سن سکتے ہیں۔ اور مطلب حل ہو جاتا ہے۔
پنجم ہمارے مرنے کے بعد بھی دل اور زبان سے نکلا ہوا مضمون تحریر کر لے
کے سبب سے مدتوں بغیر تغیر وتبدل کے قائم رہتا ہے
ششم تمام علوم وفنون جو آج تک جمع کئے گئے اور جس سے سیکڑوں اور ہزاروں
برس کی کوششوں کے نتیجے اور فائدہ جو کہ ہم پہنچے اور ہمارے بعد بھی اسیطرح آئندہ

نسلوں کو بھیجتے رہینگے یہ سب علم انشا ہی کا طفیل اور صدقہ ہے گویا یہ علم تمام علوم
کے حاصل کرنیکا زینہ ہے۔

علم انشاء سے عبارت لکھنے پڑھنے سے مراد ہے اور اس سے اتنے علوم تعلق رکھتے ہیں
علم لغت و اصطلاح۔ علم صرف و نحو علم عروض و قوافی علم بدیع و بیان و معانی فن تاریخ
گوئی فن خوشنویسی مثال و پہیلی و چیتاں و معمہ وغیرہ وغیرہ اور ان سب علوم کے مجموعہ
کو علم ادب کہتے ہیں۔ اسی علم کے ذریعے سے انسان کی لیاقت و قابلیت کے جوہر کھلتے
ہیں جس شخص میں کہ اس علم کا تھوڑا بہت مذاق ہو وہ گنوار ہے اور اسکے پاس بیٹھنے
والے کی طبیعت کبھی خوش نہیں ہوسکتی اور اسکی زبان سے جو لفظ نکلینگے وہ بیہودہ لغو اور
بے معنے ہونگے ؎

ادب تاجیست از لطف الٰہی
بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

اور سچ پوچھیے تو علم ادب انسان کے لیے پیدا ہوا اور انسان علم ادب کیلئے۔ ادب انشا کی تعریف
اس سے بڑھکر کیا ہوسکتی ہے کہ خود کلام الٰہی زبان عربی میں اس علم کا معجزہ تسلیم ہوتا ہے
جسکا جواب آج تیرہ سو برس ہوئے کسی سے نہیں آیا۔ اردو زبان میں علم انشا کی کتابیں
یہ ہیں۔ مبادی الانشاء انشاء بہار بیخزاں اور علم لغت اور اصطلاحات میں یہ کتابیں عمدہ
ہیں۔ امیر اللغات لغات فیروزی مصطلحات محاورات ہند اور علم صرف و نحو میں مقصود و مصدر
و ماسیک فی التصرف اور علم عروض و قوافی میں یہ کتابیں اچھی ہیں۔ ترجمہ معیار الاشعار
ذخیرۂ فیروزی یعنے علم ادب کا سمندر الصحاح کی شرح اصلاح۔ دستور الشعراء اور دیوان
امیر احمد مینائی ہر سہ جلد و دیوان حکیم ضامن علی جلال ہر سہ جلد و دیوان نواب مرزا خان
داغ ہر سہ جلد و دیوان ذوق و غالب و مومن مرحوم و معشوق وغیرہ اور مثنویات میں زہر عشق
و گلزار نسیم۔ و مثنوی قلق اور علم بدیع و بیان میں بہار ادب و حدائق البلاغت اور

اور فن تاریخ گوئی میں مخمس تسلیم۔ افادۂ تاریخ مصنفہ جلال لکھنوی۔ اور فن خوشنویسی میں
نظم نیر دین بیچہ نگار فن ارژنگ چین۔ اصلاح الحروف اور کتب امثال معمہ و پہیلی میں۔
بحر الامثال۔ مخزن الامثال۔ امیر خسرو کی پہیلیاں۔
ہمنے علم ادب کی تمام اقسام کی کتابوں کے نام یہاں پر لکھدئے ہیں اب ہم علم عروض کی خوبیاں
بیان کرتے ہیں اور یہ علم بھی انہیں کی طرح علم ادب میں داخل ہے۔

علم عروض

سخن گفتن و بکر جان سفتن است
نہ ہر کس سزائے سخن گفتن است

علم عروض و قوافی ایسا پاکیزہ اور لطیف علم ہے کہ جسے علم ادب کی جان کہا جاتا ہے۔ یہی
علم ہمارے ذہن ور کا و قوت حافظہ کو بڑھاتا ہے اور ہماری زبان کو ہر اسمہ و نشتر
بناتا ہے اور ہمکو ہر ایک الفاظ کے استعمال کا مناسب موقع و محل بتاتا ہے۔ اسکی مدد
ہمیں خود بخود دیگر علوم سے تعارف پیدا ہوتا ہے اور لغات و اصطلاحات و محاورات
وغیرہ کی صحت و انشاء و املا کی درستی پر طبیعت مائل ہوتی ہے
دوم اس علم کے بغیر علم انشا کا رنگ پھیکا ہے نثر عبارت کسی ہی رنگین ہو اگر اُس
اشعار نہ داخل کئے جائیں تو بے مزہ ہو جاتی ہے پس وہ اگر نان ہے تو یہ نمک وہ
اگر جسم ہے تو یہ جان وہ اگر شہر ہے تو یہ نہر۔
سوم اللہ جل شانہٗ نے اس علم میں کچھ ایسی تاثیر کی قدرت اور دلبری کی قوت بخشی ہے
کہ وہ انسان کے جگر پر اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتا یہی باعث ہے کہ وقت جنگ و جہاد
کے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اشعار حربی پڑھا کرتے تھے کہ جنکے سننے سے
غازیوں کے دل بے اختیار اور بے قابو ہو جاتی تھی اور شہادت کا ولولہ اور دلیری

وحاناری کا جوش پیدا ہوتا تہا۔ اسی طرح ہندوستان میں بہاٹ کست کہہ کہہ کر لشکر کے دلوں کو ابہارتے اور مرد میدان بناتے تہے کہ جسکے ثبوت سے تمام تواریخیں بہری پڑی ہیں علاوہ اس کے بزرگان سلف نے جو شاعری میں پند و نصائح و تادیب و تنبیہ کا کام اختیار کیا تہا اُسکا بہی باعث تہا اور سچ پوچھے تو شاعری ہے ہی اسی کام کے لیے ہے ؎

کارہا است کند عاقل و کامل بسخن
کہ بصد لشکر جرار میسر نشود

چہارم مذہب اسلام میں اس علم کی جو عظمت تہی اُسکا ثبوت احادیث و قرآن سے بہی پایا جاتا ہے جیسے کہ الشعراء تلامذة الرحمن۔ یعنے شاعر اللہ جل شانہ کے شاگرد ہیں اور الشعر کلام فحسنہ حسن و قبیحہ قبیح یعنے شعر کلام ہے پس اچہا اُسکا اچہا ہے اور بُرا اُسکا بُرا ہے۔ علاوہ اسکے حضرت بی بی عائشہ رض و بی بی فاطمہ رض و حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کے اشعار شاعری کے جواز کی معتبر رواہیں و مستند لطیفے اور قوی دلیلیں ہیں چنانچہ حضرت جامیؒ فرماتے ہیں ؎

شاعری حرف است از پیغمبری
جاہلانش کفر گویند از خری

پنجم شاعری علم موسیقی کی بہت بڑی مددگار ہے دادرا ٹہمری۔ ٹپا ترانہ و غزل سب کی بناد شاعری ہی سے مستحکم ہے ورنہ اسکے بغیر کوئی سا اور کوئی مصرع اور کوئی دوہا کب بن سکتا ہے جو گانے بجانے میں کام آئے اور مغنوں کے لیے فراوانی و نامووری کا باعث ہو۔

ششم ایک بہت بڑا فائدہ اسکا یہ بہی ہے کہ کلام موزوں جلد یاد ہو سکتا ہے اور ہر ایک شخص بہولتا نہیں جو مطلب کہ شعروں میں بیان کیے جاتے ہیں وہ اُن شعروں کے

یاد کر لینے سے جو خبط میں آتے ہیں اور اسی باعث سے جنتری والوں سے جنتری کو
اور علمائے اسلام نے علم فقہ کو نظم کر دیا جیسا کہ فارسی میں کتاب نام حق و کیدانی
اور اردو میں کتاب کشف الخلاصہ موجود ہے اور کسی شاعر نے رویت ہلال کے بعد کیا
کیا چیز دیکھنا چاہیے اسکو صرف دو شعروں میں نظم کر دیا ہے جو اکثر مسلمانوں
کو ازبر یاد ہیں سے

ماہ محرم زر بیں اندر صفر بیں آئینہ	اول ربیع آب رواں آخر غنم ای سیمگر
اول جمادی نقرہ بیں دیگری بیں در آخری	ماہ رجب مصحف بیں شعبان گیاہ سبز تر
شمشیر در رمضان دگر شوال جامہ سبز بیں	ذیقعد بیں کوہ کے ذی حج دختر خوش بر

واضح ہو کہ علم انشا کے جاننے والے کو منشی اور علم عروض کے جاننے والے کو شاعر اور علم
ادب کے جاننے والے کو ادیب کہتے ہیں اگر تمکو اپنی زبان درست کرنے کے لیے علم اردو
کا شوق پیدا ہو تو لازم ہے کہ ایک دو گلدستے پیام یار و عروج بہار وغیرہ منگوا لیا کرو اور تمھیں
ہر مہینہ اپنی غزل بھیجا کرو اور اپنے مکان پر بھی جلسہ مشاعرہ کیا کرو جو لوگ کہ اسے منحوس کہتے
ہیں وہ کوئی دلیل سے ثابت کریں

علم حساب

روز مرہ کے دنیاوی امور میں علم حساب کی اسقدر ضرورت ہے کہ جیسے اندھے کو لاٹھی کی
اور چراغ کو تیل کی اور کشتی کو جیبہ کی ضرورت ہوتی ہے جہاں میں کوئی کام ایسا نہیں
کہ جسمیں اسکی مدد درکار نہ ہو اور کوئی شغل ایسا نہیں کہ جسمیں اسکی احتیاج نہ پڑے چنانچہ
زمینداروں اور مالگذاروں اور منشیوں و محرروں اور دوکانداروں و سودخواروں
اور سرکاری خزانوں و دفتروں کو اس علم کے بغیر لمحہ بھی نہیں چل سکتا۔
دوم علم الجبر و اقلیدس و علم مساحت و مثلث سب کی بنا اسی علم کی بدولت قائم ہے اگرچہ

ہو لوان کی بھی ہستی نہیں

سوم علم طب و ڈاکٹری بھی حساب کا محتاج ہے کیونکہ نسخوں کا وزن اور ماشوں تولوں رتیوں و مثقالوں کا اندازہ سوائے واقفیت علم حساب کے سخت دشوار ہے اور طب ایسا نازک علم ہے کہ اگر ایک رتی یا ماشہ بھر کی غلطی ہو جائے تو انسان کی جان جوکھوں میں پڑ جائے۔

چہارم علم الٰہی یعنے شریعت بھی اسکی ضرورت سے خالی نہیں مذہب اسلام میں تقسیم حصص وراثت (جسے علم فرائض کہتے ہیں) ایسی پیچیدار ہے کہ اس سے اچھے اچھے حساب دان بھی چکراتے ہیں اور حساب نہ جاننے والے عالم تو سخت گھبراتے ہیں۔

پنجم علم جغرافیہ و علم تواریخ بھی اسکی مدد سے بے پرواہ نہیں طول بلاد و عرض بلاد کا باریک مسئلہ اور سن ولادت و جلوس و وفات کا دریافت کرنا اسی علم پر منحصر ہے۔

ششم علم موسیقی میں بھی عجیب قسم کا حساب ہے کہ جو لکھنے اور پڑھنے میں نہیں آتا صرف ذہن سے تعلق رکھتا ہے غرضکہ اسکے فوائد اور منافع بے شمار ہیں جو تحریر میں نہیں آسکتے واضح ہو کہ علم حساب و علم اقلیدس و علم جبر و مقابلہ و علم مساحت و علم مثلث یہ سب ملا کر عام ریاضی کہے جاتے ہیں اور علم حساب کی عمدہ کتابیں ہماری زبان میں یہہ ہیں ارثمٹک کامل علم الحساب یعنے ترجمہ بر بار ٹو سمتھ عجائب الحساب وغیرہ۔

علم ہندسہ

اسکو علم اقلیدس بھی کہتے ہیں اول فائدہ اسکا یہ ہے کہ علم ہیئت کو جو آج کل اسقدر عروج حاصل ہوا ہے وہ اسی کا طفیل ہے اس علم کا عالم ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا تمام سیاروں کی مقادیر اور حرکات کا حساب لگا سکتا ہے اور ان کے ٹھیک ٹھیک مقامات کو ہر وقت و ہر ساعت بتا سکتا ہے کیا عجیب بات ہے واقعوں کے سامنے

کرامت اور اعجاز نہیں ہے کہ ایک آدمی زمین سے واقعات سماوی مثلاً چاند گہن
و سورج گہن وغیرہ کو مہینوں اور برسوں پیشتر سے بتا دے اور صرف اسی پر کیا
منحصر ہے علم ہندسہ والا دہ وہ کمال کر سکتا ہے کہ جو ہماری فہم و ادراک میں نہیں آسکتے
دوم یہ بات بھی کیا آپ کے نزدیک کم سمجھی جاتی ہے کہ انسان ایک چھوٹا سا اوزار جسے
کمپاس کہتے ہیں لیکر دور ہی دور سے قلعوں اور عمارتوں اور پہاڑوں کا عرض و طول
اور دریاؤں کے پاٹ بغیر پاس جانے کے اور ہاتھ لگانے کے ناپ سکے اور اس صحت
کے ساتھ کہ بال برابر فرق نہ ہو اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ میں آڑے ٹیڑھے پہاڑوں
کو گز لیکر یا فوٹ پٹی سے ناپ سکوں تو یہ امر بعید از قیاس نہایت دشوار اور ناممکن ہے
اگر کسی عمارت مینار وغیرہ کو ناپ بھی لیا تو کسقدر دقت پیش آویگی کہ اسکو ناپنے والا ہی
سمجھ سکتا ہے اور غلطی و نادرستی کا بھی احتمال باقی رہیگا۔
سوم اسی علم کے ذریعہ سے زمین کی جسامت اور ملکوں کے عرض و طول سے ہمکو واقفیت
ہوئی ہے اگر یہ علم نہ ہوتا تو ہم کیونکر سمجھتے کہ ہمارا ہندوستان پندرہ لاکھ میل مربع
ہے اور انگلستان ایک لاکھ اٹھاون ہزار میل مربع۔
چہارم اس علم سے اور بڑے بڑے مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں جیسا کہ اس حکایت
سے ظاہر ہے کہتے ہیں کہ کسی بادشاہ نے ایک قلعہ پر جو کسی دریا کے کنارے واقع
تھا مہم کی اور اس کی فوج کا وہاں تک پہنچنا دشوار تھا۔ کسی جاسوس نے خبر دی کہ قلعہ
کے درمیان ایک مکان کے اندر بارود خانہ ہے اگر وہ اڑا دیا جائے تو ابھی قلعہ
مفتوح ہو سکتا ہے بادشاہ نے گولہ اندازوں کو حکم دیا کہ اسے اڑا دیں مگر وہ مکان
دکھائی نہ دیتا تھا۔ اور اسکی مسافت بھی معلوم نہ تھی انہوں نے بہت گولے مارے
ایک بھی کارگر نہ ہوا اس فوج میں ایک مہندس تھا مگر کوئی آلہ علم مساحت کا نہ رکھتا
تھا آخر اس نے یہ کیا کہ ایک مقام پر جہاں قلعہ کے دو کونے اور مقابل کے برج دکھائی

دیتے تھے جاکر وہاں پر ایک نقطہ فرض کیا مثلاً ح جیسا کہ اس شکل سے ظاہر ہے

قلعہ

بارودخانہ

ح ک ب

اور وہاں سے آگے پانچ جریب تک یعنی دونوں برجوں کے سیدھ پر ط جہاں
پہرہ کا نشان ہے پھر ح سے ایک سیدھے خط پر دیوار قلعہ کے متوازی چلا
یہاں تک کہ ایسے مقام پر ہو پہنچا جہاں ط کا نشان ہے جہاں سے دوسرے دو
دونو مقابل کے برج یعنے ح اور د ایک خط میں نظر آنے لگے اس مقام کو مثلاً
ط تک ح سے ناپا تو یہاں بتیس جریبیں ہوئیں۔ پھر ط سے دونو برجوں کی سیدھ میں
ی تک چلکر وہ جگہ جو بعد درمیان ط اور ی کے تھی اسکو ناپا وہ چوبیس جریب ہوئے
۲۴ کو ۳۲ میں سے گھٹا کر باقی ۸ کا نصف ۴ لیا اور ۴ کے مجذور ۱۶ کو ۵ ح اور
ی کے مجذور ۲۵ میں سے کم کرکے باقی ۹ کا جذر لیا تو نکلے ۳ اور ۳۲ ح ط کا نصف
کیا ہوئے ۱۶ اب نسبت اس طرح پر کہ اگر ۴ پر ملے ۳ تو ۱۶ ح ک پر کیا ملیگا ۱۶ کو ۳
میں ضرب کرکے ۴ پر تقسیم کیا تو ۱۲ نکلے یہ مسافت وسط قلعہ کی ہوئی لیجئے اس طرف
بر بارودخانہ کا شروع لگاکر مہندس نے قلعہ فتح کر دیا

شد سر کارے تواں ساختن
کز نتواں بہ تیغ و سناں ساختن

واضح ہو کہ اس علم کو حکیم اقلیدس نے ایجاد کیا اسلیئے اِسے علم اقلیدس کہتے ہیں
یا اِس علم کے کل بارہ مقالہ ہیں جمیں سے ساتواں آٹھواں نواں اور دسواں یہ چار
مقالے حکیم اقلیدس کے مکان کو آگ لگنے کی وجہہ سے تلف ہو گئے پس پہر کسی سے
وہ آج تک ایجاد ہو سکے جب کہ آٹھہ مقالوں نے انسان کو اور اُسکے پیدا کردہ
علوم کو بقدر مدد پہنچائی تو اگر وہ چار مقالے بہی ہاتہہ آتے تو کیا معلوم اور کیا کیا
فائدے ظاہر ہوتے

شجرے چند علوم کے اور انکی شاخیں

علم ادب
علم عروض
علم قوافی
علم معانی
علم بیان
علم بدیع
علم لغت

علم ریاضی
علم حساب
علم مثلث
علم ہیئت

علم سائنس
علم ہوا
علم مناظر و مرایا

علم تدبیر معیشت

نقشہ جدید علم ہیئت اور آفتاب کے گرد سیاروں کی گردش

نقشہ متعلق علم جغرافیہ - اور پرانی دنیا کے چاروں حصے
ترکستان
ایران
روس
شام
سوڈان
بحر اوقیانوس

ہندوستان کے مشہور چھاپہ کے سراغ معہ کتابوں کی فہرستیں منگوانے کے لیے

لکھنو مطبع منشی نولکشور صاحب

لکھنو۔ ابو الحسنات قطب الدین صاحب مالک مطبع نامی

لکھنو مطبع انوار محمدی کے مالک محمد تیغ بہادر

دہلی۔ سید ظہور الحسن صاحب مالک احسن التجارت کٹرہ نظام الملک

دہلی مدد حسن صاحب تاجر کتب بازار دریبہ کلاں

دہلی جنگی مل صاحب تاجر کتب بازار دریبہ کلاں کٹرہ مشروع

دہلی۔ مولوی عبدالاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی۔

لاہور منشی فضل الدین صاحب تاجر کتب قومی کشمیری بازار

لاہور۔ منشی محبوب عالم صاحب مالک پیسہ اخبار

بمبئی قاضی علی میاں عمر میاں مالک مطبع کریمی بھنڈی بازار دوکان نمبر ۵۸

بمبئی۔ مطبع فتح الکریم کے مالک قاضی رحمت اللہ صاحب بھنڈی بازار قریب پائی دھونی

بمبئی مطبع حیدری و صفدری کے مالک محمد عبدالحسین بن قاضی نورالدین بھنڈی بازار نمبر دوکان ۱۸۱

مدراس۔ مطبع نظام المطابع کے مالک محمد نظام الدین صاحب محلہ نر ملکھری اندرون کمان دروازہ

کلکتہ حاجی محمد سعد صاحب تاجر کتب محلہ خلاصی ٹولہ

کانپور مطبع مصطفائی کے مالک مصطفٰے خاں ابن حاجی وش خاں حسمی

علیگڈھ دیوٹی شاپ اندرون احاطہ کالج محمد ولایت حسین صاحب منیجر

صلاح حسنہ

ہر شخص کو یہ مقدرت نہیں کہ وہ تمام علوم و فنون کی کتابیں خرید کر اسکے مطالعہ سے فائدے حاصل کر سکے اور اپنی معلومات کو ترقی دے سکے اسلیے لازم ہے کہ ہر شہر اور ہر قصبہ میں تمام مسلمان جمع ہو کر ایک انجمن یعنے کمیٹی قائم کریں اور اسے حسب مدارج و مراتب چندہ لیکر ایک کتب خانہ اسلامیہ قایم کریں تاکہ اس وقفی کتب خانہ سے ہر شخص غریب و امیر جو کتاب دیکھنا چاہے دیکھ سکے اور اسکے باعث سے قوم کے جاہلانہ اور وحشیانہ حالات بدلجائیں اور ہر ایک کے دل میں فضل و کمال کے پیدا کرنے کا اشتیاق ہو اور گھر گھر تہذیب و اخلاق کا چرچا ہو اور مسلمانوں کے اوقات فضول اور بیہودہ کاموں میں ضائع ہونے پائیں بلکہ تجربات عقل و شعور سے انکی طبیعتیں خیر کی طرف متوجہ و راغب ہوں اور ملک سے فساد و شر کی بنیاد دور ہو اور ناموری و عزت کی طلب اور دولت و راحت کی چاہت عیاں ہو جو کہ باعث بہبودی دارین و سبب منفعت کونین ہے اور قوم کے دولتمندوں اور رئیسوں کو لازم ہے کہ وہ اس کار خیر میں قوم کو جان و دل سے مدد دیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ اپنی طرف سے کتب خانہ وقف کر کے دونوجہان کی بھلائیاں حاصل کریں اور ثواب بے اندازہ پائیں اور اپنے فرائض سے سبکدوش ہو جائیں ؎ بقول شاعر

نام منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا
پل بنا چاہ بنا مسجد و تالاب بنا

اور اسیطرح برائے حصول علوم دینی انجمن کے ذریعہ سے مدرسے عربی و فارسی کے قایم کرنا چاہیئے کیونکہ گورنمنٹ نے بسبب غیر قوم اور غیر مذہب ہونے کے اسکا کوئی انتظام نہیں کیا ہے۔ اگر ہم بھی اس سے غافل رہینگے تو ایسے ملک سے

اسلام کا نام مٹا دینگے اور اپنی قوم کو کفر و شرک میں پھینسا کر مستحق عذاب الٰہی کے ہو گئے نعوذ باللہ من غضب اللہ

دیگر

بہت سے لوگ ملک گجرات میں ایسے ہی ہیں کہ اگر انکو کتب بینی کا شوق پیدا ہو جائے تو بھی وہ اُردو زبان سے ناواقف ہونے کی وجہہ سے کتابیں نہیں دیکھہ سکتے اور اُسکا مطلب نہیں سمجھہ سکتے بارہا ایسا اتفاق ہوا ہے کہ میں نے اُردو اسکول کی تعلیم شدہ و سند یافتہ لڑکوں سے مسدس حالی کے ایک دو بند پڑھوائے مگر وہ برابر نہ پڑھہ سکے اور کتاب نورتن کے لطیفے نہ سمجھہ سکے پس ایسے لوگوں کو میں ایک آسان طریقہ بتاتا ہوں کہ وہ فارسی پڑھنے کا شوق کریں اور صرف چار پانچ کتابیں مندرجہ ذیل دیکھہ جائیں تو اُردو پڑھنے کی تمام دقتیں و مشکلیں آسان ہو جاوینگے اور وہ کتابیں یہہ ہیں آمد نامہ ۔ صفوۃ المصادر ۔ کریما حکایات لطیف یا گفتگو نامہ ۔ دستور الصبیان نام حق ۔ ہر مہینہ میں ایک دو کتابیں ختم ہو سکتی ہیں پس چار چہہ مہینہ میں وہ استعداد حاصل ہو جاویگی جو اُردو اسکول کے لڑکوں کو چار چہہ برس کی محنت میں بھی نہیں حاصل ہو سکتی اور اگر ان کتابوں کے بعد گلستان بوستاں اور ایک دو انشا کی کتابیں دیکھہ لے تو پھر پورا عالم ہو رہے ۔ کیا اچھا ہوتا اگر اُردو اسکولوں میں شروع سے اُردو کی جگہ فارسی کتابیں پڑھائی جائیں کہ جس سے اُردو نہایت آسان ہو جاتی اور کسی کتاب کے دیکھنے سے لڑکے نہ اٹکتے

گلدستہ رفاہ

جسمیں لکچر نمبر پنجم و ششم ہیں جسکو جناب نواب صدرالدین
حسین خان صاحب رئیس بڑودہ نے برائے جلسہ انجمن
اسلام بڑودہ تحریر کیا اور واسطے رفاہ عام مسلمین و فلاح مومنین
چھپوایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible]

[illegible]

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انساں کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

صاحبو دنیا میں سب بڑی چیز اور زندگی میں بہت بہتر چیز یگانگی محبت و ہمدردی و اتفاق ہے کہ جس کے باعث انسان نہایت خوشی و خرمی و آرام و راحت و عزت و حرمت کے ساتھ عمر بسر کرتا ہے خوشی و خرمی اِسلئے کہ تمام خویش و اقربا و جملہ یار و آشنا ایک جگہ مل بیٹھتے ہیں تو طبیعت ہر ایک کی باغ باغ ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

یارے در زنجیر بہ کہ با دوستاں
کہ با بیگانگاں در بوستاں

اور راحت و آرام اِسلئے کہ ہر ایک شخص ایک دوسرے کا رہسان حال اور شریک رنج و راحت و مددگار ہوتا ہے اور ہر ایک کے کام ایک دوسرے کی وساطت سے نکلتے رہتے ہیں بقول سعدیؒ ؎

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشاں حالی و درماندگی

اور عزت و حرمت اِسلئے کہ لوگوں کی نگاہوں میں باعث یکجہتی و اتفاق کے سبقت

وشوکت نمایاں ہوتی ہے اور ایک دوسرے کی تعظیم و تکریم بجا لا کر عزت بڑھاتے ہیں
اور ایک دوسرے کی تعریف و توصیف میں تر زبان رہکر نام کرتے ہیں ؎

لیکن اتفاق میں کھنڈت ڈالنے والی اور ملن و محبت میں رنج پیدا کرنے والی چیزیں
یعنی بدگوئی و بدگمانی و غیبت چغل خوری وغیرہ ہماری قوم میں ایسی ترقی پاگئی ہیں کہ جنکے کالعدم
ہوئے بغیر ہمارا عروج ممکن نہیں۔ کیونکہ ہم تو تنہا بغیر اتفاق کے نہ کوئی کام میں کامیاب
ہو سکتے ہیں اور نہ راحت و عزت کے اسباب مہیا کر سکتے ہیں۔ مشہور ہے کہ زن زر
اور زمین سے لڑائی اور فساد کی بنا شروع ہوتی ہے۔ لیکن غیبت و بدگوئی اور تہمت
و بدگمانی و حسد سے جو ہماری قوم میں تفرقہ پڑا ہوا ہے اسے دیکھکر ہم کہہ سکتے ہیں
کہ سوائے زن زر اور زمین کے زبان بھی ایسی چیز ہے کہ جسکی بدولت بہت سے
فساد برپا ہوئے ہیں ہمکو نہایت تعجب ہے اس بات پر کہ بدگوئی اور بدگمانی اور
دلشکنی و دلآزاری سے لوگوں کو کیا نفع حاصل ہوتا ہے کہ جو اس عادت کی بدولت
خواہ مخواہ سینکڑوں بھائیوں کو دشمن بنا رکھتے ہیں لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ
یہاں نفع اور ضرر نہیں دیکھا جاتا بلکہ اپنی عادت و جہالت نے انہیں ایسے کام پر
مجبور کر رکھا ہے بقول سعدی رح ؎

نیش عقرب نہ در پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

اور دل آزاری ایسی بری چیز ہے کہ جس سے بڑھکر خدا اور رسول کے نزدیک اور
کوئی گناہ نہیں چنانچہ شیخ سعدی فرماتے ہیں ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاران کعبہ یکدل بہتر است

جمیع بزرگان عظام و علمائے اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ ہر گناہ خواہ وہ کیسا ہی عظیم ہو

پروردگار معاف کرسکتا ہے لیکن حق العباد یعنے بندوں کا گناہ وہ معاف نہیں کرتا
اور جب تک کہ جس بندے کا گناہ کیا ہے وہ اُس پر ظاہر کر کے معاف نہ کرایا جائے تو
خدائے تعالے کے نزدیک کوئی عذر قابل سماعت نہیں چنانچہ اسی لیے مولانا جامی
علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں ؎

می خور و مصحف بسوز و آتش اندر کعبہ زن
مائل بتخانہ باشی مردم آزاری مکن

اس شعر کا یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ۔ قرآن اور کعبہ کو جلادے شراب پی اور بت پرستی
کر بلکہ یہ معنے ہیں کہ اگر تو ایسا ہی کرے تو مردم آزاری کے گناہ سے بڑھکر نہیں
ہو سکتا۔ کیونکہ وہ گناہ غفور الرحیم کا ہے جسکا دل رسا اور رحمت وسیع ہے ؎ بقول سعدی

کرم بین و لطفِ خداوندگار
گنہ بندہ کردست او شرمسار

اور یہ گناہ بندوں کا ہے جنکے دل تنگ اور سینے سنگ ہیں جسے ورہ ہر گناہ کے معافی
کی اُمید نہیں کیجا سکتی اور دل آزاری پیدا ہوتی ہے اکثر عیب جوئی و بدزبانی
و غیبت و بدگمانی سے اور یہ جیسے محبت و اتفاق و یگانگت و خوشنودی کی
رسی کو کاٹ دیتی ہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ ظنوا المومنین خیرا یعنے جب
کسی مومن پر کوئی گمان کرو تو نیک گمان کرو مثلاً ایک زاہد کو چند لوگوں نے شرابخانے
جاتے ہوئے دیکھا تو اُنمیں سے ایک نے کہا کہ افسوس یہ مشہور زاہد دعا مدلسے
بڑے جرم کا مرتکب ہے تو دوسرے نے کہا کہ بغیر آنکھ سے دیکھے ہوئے ہم کیونکر
کہیں کہ یہ شراب پینے ہی کو گیا ہے شاید کہ نماز کا وقت جاتا ہے اسلئے پانی تلاش
کرنے کو گیا ہو۔ پھر جب تحقیق کیا تو یہی بات سچی ہوئی اسیطرح کسی واعظ کو چند معتقدوں
نے طوائف کے مکان سے نکلتے ہوئے دیکھہ پایا تو کئی صاحبوں نے یہ تصور کیا کہ

یہ شخص افعال قبیحہ کا مرتکب ہے انہیں سے ایک ہے حوظن المومن خیرا کی حدیث سے واقف تھا کہا کہ ہمکو ہرگز یہ گمان نہ چاہیئے شاید کہ وہ اُسے ایسے وعظ و نصائح سے راہ پر لا سکے یہ گیا ہو پھر جب دریافت کیا تو یہی بات سچی نکلی اور سب کے سب ایسی بدگمانی سے نادم و منفعل ہوئے اور بہت وہی سے جو ایک بہت زبردست گناہ ہے بچگئے لہذا انسان کو لازم ہے کہ جہانتک نیک گمان کا پہلو نکلسکے بدگمانی سے باز رہے ہم اگر مان بھی لیں کہ وہ زاہد اور واعظ واقعی ایسے ہی ہوں جیسے کہ انکو بظاہر دیکھا گیا تھا۔ تو بھی ہمکو اُسسے بدگمان نہ ہونا چاہیے کیونکہ خدائے تعالے کا کام عیب پوشی کا ہے اور ہم برخلاف اُسکے عیب جوئی میں سرگرم ہیں یہ ہمیں مناسب نہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر ہمنے کسیکا عیب جید لوگوں میں آشکارا کیا تو اُس سے ہمیں کچھ فائدہ ہوگا اور وہ شخص تمام دنیا کی نظروں میں ذلیل ہوجاویگا پس کسی کو ذلت دینے میں ہمارا نفع نہیں نکلتا تو کس لیے ہم کسی کو ذلیل کریں بقول شخصے

مرا بخیر تو اُمید نیست شر مرساں

یعنے اگر تجھسے نکی ہونیکی اُمید نہیں تو برائی بھی نہ پہونچا۔ تیسرے یہ کہ ہم اگر کسی کی عیب جوئی اور بُرائی میں رہینگے تو وہ شخص ہمسے بیزار ہوجاویگا اور ہماری برائیاں اور عیبوں کو لوگوں میں بیان کرتا پھریگا اور ہماری عزت ہی کا دشمن نہیں بلکہ جان و مال کا بھی دشمن ہوجاویگا اور اُس سے جہانتک کوشش ہوگی یا جہانتک بن پڑیگا ہمارے نقصان کے درپئے ہوگا۔ لو گویا ہم خود اپنے ہاتھوں اپنے نقصان کے لیے ایک بلا کو کھڑی کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ ہمیں دنیا میں چین سے نہ بیٹھنے دے دانشمندوں کا قول ہے کہ ہزار دوستوں کی دوستی سے کنارہ کرنا بہتر ہے مگر ایک کو دشمن بنانا بہتر نہیں بقول شاعر

ہر دشمنی کہ ہست قوی بایدش شمرد ✽ گرچہ ضعیف بود مبیل در عداوت

پس یہی بار بجھوں کو دیکھ کر بدگوئی بدگمانی عیب جوئی و دلآزاری سے بچنے کو
حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اُسکی پیشبندی یہانتک کی
کہ فرمایا جو شخص کسی مسلمان کا دل دکھانا روا سمجھے وہ مسلمان نہیں۔ اور جب تک کہ
ہمارا اِس قول پر عملدرآمد رہا کبھی نااتفاقی اور رنجش نہیں پیدا ہوئی اور ہماری عزت
و آبرو و راحت و مسرت و عروج و اقبال میں بال برابر فرق نہ آیا اور جبسے کہ ہمنے
اس پُرحکمت قول کی ناقدری کی تب سے ہماری عزت و حرمت و راحت و دولت و عروج پر
زوال آنا شروع ہوا حتے کہ یہ روز بد ہمکو دیکھنا نصیب ہوا کہ جسکے بیان سے ہمارے
رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور ہماری زندگی ایک دوسرے کی مخالفت
و عیب جوئی و غیبت و بدگمانی اور ہمسری میں بسر ہوتی ہے اور
ایک دوسرے میں اسی کے باعث شکر رنجی اور ملال اور بے لطفی و بدمزگی او
کشیدگی اور بے رُخی اور اُلجھاؤ اور ناچاقی اور لاگ بس اور انحراف اور رکاوٹ اور ابولا
اور لاگ ڈانٹ اور جھینک رہتی ہے اور ایک دوسرے سے چیں بجبین اور برانگختہ و
ناراض و مخالف نظر آتا ہے جسکا انجام ذلت اور تباہی اور بربادی اور بدنامی کے
سوا اور کچھ نہیں۔ ہزار افسوس قوم کی ایسی زندگی پر جو ایک دوسرے کی جان و مال و
عزت و آبرو کی بربادی کی کوشش میں بسر ہو۔ بجائے اسکے کہ ہم ایک دوسرے
کی ترقی دولت و عزت کے خواہاں اور مددگار ہوں اور بجائے اسکے کہ ہم اپنی زندگی
ایک دوسرے کی محبت و اُلفت میں گذاریں اور ایک دوسرے کے شریک رنج و مصیبت
ہوں اور اپنی کوششوں سے اُسکے رنج و الم کے دور کرنے کا فخر حاصل کریں ہم
ایک دوسرے کی دلآزاری اور بدنامی کے آرزومند رہتے ہیں اور نہایت شوق کے
ساتھ ایک دوسرے کی بُرائی اور عیبوں کے داستان کہتے ہیں اور سُنتے ہیں
اور خواہ وہ سچ ہوں یا جھوٹ محض بدگمان ہوکے بغیر اور تہمت دھرے بغیر چین نہیں

رہتے اور چین سے نہیں بیٹھتے بقول مولانا حالی سے

نہیں ہندوستاں ایسے اب دو مسلماں

کہ ہوں ایک کو دیکھ کر ایک شاداں

ہمارا یہ حق تھا کہ سب یار ہوتے مصیبت میں یاروں کے غمخوار ہوتے

سب اک ایک کے باہم مددگار ہوتے غم قوم میں سب دل افگار ہوتے

جب ایسے ہی رہتے ہوتے تو بات اور ہم

تو کہہ سکتے اپنے کو خیر الامم ہم

اگر ہوتے ہم بقول پیغمبر کہ ہیں سب مسلمان باہم برادر

برادر ہے جب تک برادر کا یاور معین اس کا ہے خود خداوند داور

تو آتی نہ سر پہ یہ ایسی تباہی

فقیری میں بھی کرتے ہم بادشاہی

وہ گھر دل ملے جس میں ہوں سب کے باہم خوشی ناخوشی میں ہوں سب یار ہمدم

اگر ایک خوشدل تو گھر سارا خرم اگر ایک غمگیں تو دل سب کے پرغم

مبارک ہے اس قصر شاہنشہی سے

جہاں ایک دل ہو مکدر کسی سے

اے صاحبو آپ اس بات کو بغور ملاحظہ فرمائیں اور خود انصاف کریں کہ آیا یہ بات بہتر
ہے کہ آپ میری تعریف کریں میں آپ کی توصیف کروں آپ میری عزت بڑھائیں اور
میں آپ کی عزت بڑھاؤں۔ آپ میرے عیب ڈھانکیں میں آپ کے عیب چھپاؤں یا
یہ بہتر ہے کہ آپ میری برائی کریں اور میں آپ کی برائی کروں۔ آپ مجھے ذلیل کریں
اور میں آپ کو ذلیل کروں آپ میری عیب جوئی کریں اور میں آپ کی عیب جوئی کروں
اور اسطرح دنیا میں دونوں رسوا فضیحت اور بدنام ہوں۔

نہایت شرم کی بات ہے کہ جب ہم خود اپنی قوم اور اپنے عزیز و اقربا اور ہمسایہ و یار آشنا و ملاقاتیوں سے اس طرح بدی سے پیش آئیں تو پھر دوسری قوموں سے کیا عزت پیدا کرنے کی امید کیجائے۔ بقول شاعر ؎

دوستوں سے اسقدر صدمے ہوئے ہیں جان پر ؞ دل سے دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

صاحبو یہ خوب سمجھ لو اور یاد رکھو کہ جب تک ہم خود اپنی قوم کی عزت نہیں کرینگے اور جب تک ایک دوسری کی خیر خواہی و ہمدردی و جاں نثاری نہ پیدا ہوگی تب تک ہم غیر قوموں میں ہرگز عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھے جاسکتے اور نہ آبرو میں ترقی کرسکتے ہیں،

انسان کو دنیا میں تین چیزیں بہت پیاری ہیں۔ جان۔ مال۔ اور آبرو اور عقلمندوں کے نزدیک مال سے زیادہ جان عزیز ہے اور جان سے زیادہ آبرو۔ پس جو شخص کہ ہماری آبرو و عزت کا خواہاں ہے اور یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں ہمکو ذلیل حقیر کرے اور ہمارے عیبوں کو خواہ وہ جھوٹ ہوں یا سچ مشتہر کرکے لوگوں کی نگاہوں سے ہماری وقعت کو گھٹادے تو ایسے شخص کو دشمن جانی سے بدتر خیال کرنا چاہیے اور جبکہ یہ بات ہماری قوم کے ہر ایک چھوٹے بڑے میں اکثر موجود ہو تو گویا ایک دوسرے کا آپ سخت دشمن بنا ہوا ہے۔ معاذ اللہ تو پھر ایسے دشمنوں میں رہکر کوئی عزت سے کیونکر زندگی بسر کرسکتا ہے اور کس طرح چین سے رہسکتا ہے اور کیا نام پیدا کرسکتا ہے۔ افسوس کہ مومن کے ساتھ مومن کا یہ سلوک ہو بقول شاعر ؎

آنچہ کردی تو بمن ہیچ بانساں نکند
مرگ با یاں بکسد کفر با یاں نکند

خدای عزوجل اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا
ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ کسی کے بھید کی تلاش نہ کرو
اور نہ کہو پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو کیا تم میں کسی کو یہ بات خوش آتی ہے کہ کھاوے
گوشت اپنے بھائی کا جو مردہ ہو پس اس سے نفرت کرو۔ اور روایت ہے حضرت
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے کہ
تم جانتے ہو کیا ہے غیبت۔ کہا نہیں جانتے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان
کے عیب کا ذکر کرے اور وہ ایسی بات ہو کہ اگر اُسکے سامنے بیان کیجائے تو وہ بُرا
مانے اور ناخوش ہو۔ لوگوں نے پوچھا کہ اگر وہ عیب فی الحقیقت اُسکی ذات میں
ہو تو بھی غیبت ہے۔

آپنے فرمایا کہ ہاں البتہ غیبت اُسی کو کہتے ہیں کہ وہ عیب اُسمیں موجود ہو اور اگر
عیب نہیں ہے اور غلط بیان کیا جائے تو وہ غیبت نہیں بلکہ تہمت ہے اور تہمت
کا گناہ اُس سے بھی زیادہ سخت ہے اور فرمایا کہ غیبت کرنے والے کی نیکیاں اُسکے
نامۂ اعمال میں جسکی کہ غیبت کی ہے۔ لکھی جاتی ہیں۔ قیامت کے روز وہ نامۂ اعمال
اُسکے داہنے ہاتھ میں دیا جاویگا اور وہ دیکھ کر تعجب کریگا کہ میں نے تو یہ نیکیاں
نہیں کیں پھر کیونکر میرے نامے میں لکھیں۔ فرشتے کہینگے کہ جن لوگوں نے دنیا میں
تیرا عیب ظاہر کیا تھا یہ اُسکی نیکیاں خدا نے تجھکو بخشیں اور تجھے بغیر محنت کے
یہ دولت ملی اور اُس سے چھین لی گئی (۱) ایک روز حضرت رسول علیہ الصلوۃ والسلام
سے سفیان بن عبد اللہ ثقفی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ کونسی چیز بہت بد ہے
کہ جس سے میں حذر کروں۔ آنحضرت نے اُسکے جواب میں اپنی زبان پکڑلی اور فرمایا
کہ یہ سب سے بد ہے جس سے انسان کو ڈرنا لازم ہے کیونکہ اکثر بُرائیاں اسی سے
پیدا ہوتی ہیں (۵)

بہشت نقد عالم رحمن بہرابہ
نادر حقیقت ستردہ شود از خاموشی

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ اِنَّ الذین فتنوا المومنین والمومنات ثم لم یتوبوا فلھم
عذاب جہنم ولھم عذاب الحریق یعنے البتہ جن لوگوں نے عذاب کیا مسلمان
مردوں عورتوں کو۔ ستایا اور پھر توبہ نہیں کی پس ایسے لوگوں کے لیئے ہے عذاب دوزخ
کا اور عذاب جلنے کا۔ یعنے مسلمانوں کو اپنے ہاتھ پیر سے ستایا یا زبان سے دکھ
دیا تو اُسکو خدا جہنم میں ستائیگا۔ اور دکھ دیگا اور بدگمانی کے یہ معنے ہیں کہ بغیر آنکھ
سے دیکھے۔ یا برابر ثبوت ملے بغیر سنی سنائی باتوں کو یقین کرلیا اور کسی کو خائن یا شرابی
یا زانی وغیرہ سمجھنے لگا کہتے ہیں کہ ایک روز کسی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شخص خائن ہے آپنے فرمایا کہ تیرے لئے تمام خائنوں کا
عذاب ہوگا۔ اسی کہنے کے سبب سے حضرت عمر خطاب سے روایت ہے کہ سنا
فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے من ظن بالمومنین سوء ظن حرم اللہ علیہ الجنۃ
الجنۃ یوم القیامۃ یعنے جو کوئی مومن پر بدگمانی کرے حرام کرے اللہ اُسپر بہشت
کی قیامت کے دن معاذ بن جبل مرفوعاً کہتے ہیں کہ جو اپنے بھائی مسلمان کو کسی گناہ
کا عیب لگاتا ہے اور عار دلاتا ہے وہ نہ مریگا جب تک کہ خود اُس کام (عیب) کو نہ کرے
حدیث مسلم میں آیا ہے کہ جسنے کسی مسلمان کا عیب چھپایا اللہ اُسکے دونو جہان میں عیب
چھپاویگا اللہ بندے کی مدد کرتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کا مددگار رہتا ہے حضرت
ابوہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ عیب پوشی بڑا اجر ہے خواہ وہ عیب کسی مردے میں ہو
اس زمانے میں جو عورتیں کہ اپنے ساس سسر اقارب یا احباب کو بُرا بھلا کہا کرتے ہیں اور اُنکے
عیبوں کا ذکر نکالتے ہیں اور اپنے ساتھ کے برتاؤ پر لعن طعن کرتے ہیں اُنکی جگہ دوزخ ہے
قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ واذا مروا باللغو مروا کراما۔ سچ ہے۔ خدا سے میں

دمی پوشند و ہمسایہ ہمی مبدوے خروشد ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر

اور اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو عیب سے کوئی فرد بشر خالی نہیں۔ ہر انسان میں کوئی نہ کوئی عیب یا برائی ضرور ہوتی ہے۔ خواہ وہ عاقل ہو یا عالم ہو یا حکیم یا فلاسفر یا زاہد یا ولی یا کوئی ہو۔ سوائے خدائے عزوجل کے کہ اسی کی ذات بے عیب ہے اگر کوئی اور بے عیبی کا دعوے کرے تو وہ سراسر غلط ہے۔ لہذا انسان کو غیروں کے عیوب پر نظر رکھنا اور اپنے عیوب کو بھول جانا نہایت درجہ کی ناانصافی اور غایت درجہ کا ظلم ہے۔ ؎

غضب ہے اپنے عیبوں کا خیال آئے نہ انسان کو
کہا ہے شرم عریانی نے حرم شمشیر عریان کو

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک روز اپنے لڑکپن کے زمانے میں کسی طالب العلم کو ایک لڑکے کے ساتھ مذاق کرتے ہوئے دیکھ لیا اور استاد سے جاکر کہدیا۔ استاد نے اس بات کو سکر مجھے جھڑک دیا اور فرمایا کہ آج سے میرے آگے کسی کی غیبت نہ کرنا کیونکہ غیبت اپنے متبحر حلال ہے اور غیبت حرام پس اسنے اچھا کام کیا اور تو نے برا ؎

بدنہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

واضح ہو کہ ہر مسلمان کو مسلمان کے ساتھ دوستی اور محبت اور اتفاق پیدا کرنے کے لیے چھ چیزوں کی ضرورت ہے اگر یہ چھ صفتیں ہم میں موجود ہو جائیں تو ہم دنیا میں سب سے زیادہ عزت و راحت و سرخروئی حاصل کرسکتے ہیں ایک تو کسی مسلمان کے

لکچر نمبر شسشم تذکرہ اہل کمال زمانہ حال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اگرچہ اس زمانہ میں ہماری قوم کا حال ناگفتہ بہ ہو رہا ہے اور علم و ہنر و فضل و کمال کا نام مٹانے والے بہت لوگ نظر آتے ہیں اور بزرگوں کی توقیر و عزت و شہرت و نیک نامی کو ناخلف اولاد نکو بٹا لگانے والے اور جہالت اور بدی پر صد کے ساتھ اڑے رہنے والے اکثر دکھائی دیتے ہیں لیکن پھر بھی خدا کا شکر ہے کہ دنیا اچھوں سے خالی نہیں اور زمانہ ابتک اُنہیں اچھوں کے دم سے قایم ہے اور اُنہیں کی بدولت ہمارے جیسے بروں کی عزت و آبرو بھی بنی ہوئی ہے ورنہ ہم ایسے ہیں جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

پہنچی نہ راحت ہم سے کسیکو اسے اذیت کوش ہوئے
جاں پڑی تب بار تھے ہم مر کے وبال دوش ہوئے

اسلئے ہم اُن اچھوں کا ذکر کرتے ہیں کہ جو ہماری قوم میں فضل و کمال اور ناموری و شہرت کے اعتبار سے فخر آب و جد بلکہ فخر خاندان بلکہ فخر شہر بلکہ فخر ملک و ولایت اور فخر قوم و جماعت ہیں۔ جن کی مبارک زندگی نہایت کارآمد اور قابل عزت کاموں میں صرف ہوئی ہے اور جنہوں نے کہ قوم کو بدنامی اور بُرائیوں سے بچانے میں بہت بڑے بڑے کام کیے ہیں اور جن کے احسان ہرگز بھلا دینے کے قابل اور جنکی کوششیں دل سے کبھی محو کرنے کے لایق نہیں۔ لہذا اُنکے احسانات یاد دلانے کے لیے اور سبکو اپنی پیاری زندگی بھی اسیطرح قابل فیض و لایق عزت بنانے کے لیے یہ ذکر چھیڑا جاتا ہے اُمید ہے کہ آپ اِس مضمون کو گوش ہوش سے

سکر اپنے دلوں میں جگہ دینگے اور اُس سے نہایت عمدہ ور نتیجہ سبق حاصل کرینگے۔

ہمکو اس بات کا بہت افسوس ہے کہ ہندوستان کی سی وسیع مملکت میں اگرچہ گجرات اور دکن اور کوکن و کاٹھیاوار کرناٹک و سندھ و مالوہ و بنگالہ وغیرہ بہت سے ملک شامل ہیں لیکن کسی جگہ کے مسلمان باشندوں نے اس زمانے میں کسی کسب و کمال میں شہرت نہیں پیدا کی۔ ہمنے جہاں تک غور کیا تو فضل و کمالات کا فخر کرنے کے لیے صرف ہندوستان کا مخصوص وہی خطہ ممالک مغربی و شمالی اور اودھ نظر آیا جسمیں اکثر اہل کمال گذرے ہیں اور اب بھی موجود ہیں شاعروں میں ذوق مرحوم و غالب مغفور نہیں ہیں تو اُنکے نعم البدل امیر احمد مینائی و جلال لکھنوی اور داغ دہلوی موجود ہیں مرثیہ خوانوں میں انیس مرحوم اور مونس مغفور کی جگہ پر لفظ نظر آرہے ہیں حکیموں میں اگرچہ حکیم احسن اللہ خاں و محمود خاں نہیں رہے لیکن حکیم عبدالمجید خان دہلوی اور حکیم عبدالعلی خاں لکھنوی مشہور و بار دامصار میں خوشنویسوں میں منشی عبدالعزیز اعجاز رقم سہسوانی و منشی شمس الدین اعجاز رقم لکھنوی کا نام روشن ہے وعظ گوئیوں میں مولانا مداہب رسول صاحب لکھنوی صاحب کمال ہیں عالموں میں مولانا عبدالحق خیرآبادی و مولانا لطف اللہ صاحب علیگڈہی و مولانا نذیر حسین صاحب محدث دہلوی مشہور و نزدیک و دور ہیں اور قوم کی خیر خواہی میں سر سید احمد خاں دہلوی کا ڈنکا بج رہا ہے مگر ماسوائے انکے اور بھی چند اشخاص ایسے ہیں کہ جنکا یہاں تھوڑا سا احوال بیان کرنا مطلوب اور منظور ہے صاحبو۔ جیساکہ حضرت مصلح الدین سعدی کو خدائے تعالے نے چھٹی اور ساتویں صدی کے درمیان میں پیدا کرکے اُنکی ذات فیض صفات سے مملکت ایران کو عزت بخشی تھی اسی طرح تیرھویں اور چودھویں صدی کے درمیان ہمارے ملک ہندوستان کو خدائے تعالے نے مولانا الطاف حسین صاحب حالی

کی ذات ستودہ صفات سے عرب عطا فرمائی اور واقعی یہ شخص ہمارے زمانہ کا سعدی ہے اپنے قوم کی خیر خواہی میں وہ کام کیا ہے جو زمانہ قیامت تک صفحہ روزگار پر اسکے نام کو قائم رکھے گا یعنے ایسے موثر اور دل ہلانے والی نظم موسوم مسدس حالی تصنیف فرمائی کہ وہ اس زمانہ میں ہماری قوم کے حق میں گلستان و بوستان سے کچھ کم مفید ثابت نہیں اور قوم کے عروج و زوال کی وہ تصویریں ہماری نظروں کے سامنے کھینچی کہ اب اس سے بڑھکر کوئی نہیں کھینچ سکتا ہے

آفریں باد بریں ہمت مردانۂ تو

جو شخص ایک بار ساتھ غور اور سمجھ کے اُسے مطالعہ کرے تو ممکن نہیں کہ اُسمیں قوم کی ہمدردی نہ پیدا ہو اور اُسکے دل کو اسلام کے تنزل کا صدمہ نہ پہنچے اور اپنی ابتدائی حالت پر افسوس و ملامت نہ کرے اور آئندہ کو اپنے بیہودہ چال چلن کے ترک اور اپنے خام حالات کی درستی و اصلاح پر تیار نہ ہو غرض کہ میری زبان اُسکی تعریف و توصیف سے قاصر ہے جو شخص کہ اُسے ایک بار ملاحظہ کرے گا وہ خود سمجھ لیگا کہ یہ کیسی نظم ہے ؎

اثر رلانے کا سیار تیرے بیاں میں ہے
کسی کی آنکھ میں جادو تیرے بیاں میں ہے

مولانا موصوف نے اسکے بعد دوسری نظمیں مثلاً شکوہ ہند اور مناجات وغیرہ لکھی ہیں وہ بھی قابل دید و لایق تحسین ہیں اور ایک کتاب سوانح عمری سعدی علیہ الرحمہ میں لاجواب لکھی ہے جسکا نام حیات سعدی ہے۔

اور دوسرے شخص مولانا نذیر احمد خاں صاحب ہیں کہ جن کی ذات فیض صفات سے ہماری قوم کو از حد درجہ فائدہ پہنچے ہیں اور جنکے بار احسان سے ہماری گردنیں تا قیامت جھکی رہینگی۔ اُنھوں نے جو کتابیں ہماری اصلاح حالت کے واسطے تصنیف

کی ہیں وہ جواہر میں تولنے کے قابل ہیں اُنکی قدر خود ہماری علم دوست گورمنٹ انگریزی نے بھی اسقدر کی کہ ایک ایک کتاب پر ایک ایک ہزار روپیہ انعام مرحمت فرمایا اور تمام مدارس سرکاری میں لڑکوں کو پڑہانے کے لیے حکم صادر کیا چنانچہ ہماری سرکار دولت مدار گائکواڑ کی تمام ریاست میں بھی پڑہائی جاتی ہیں علاوہ اسکے اُن کتابوں کے ساٹ ساٹ زبانوں میں ترجمے ہوئے اور دانشمندان یورپ نے بھی بڑی قدر کے سات اُس کا استقبال کیا اور بہاں عزت کے ساتھ اُنکو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ کتاب توبۃ النصوح اور مرأۃ العروس کو اب ہندوستان کی سمجھ دار مسلمان اپنی لڑکیوں کے جہیز میں دینا فرض سمجھتے ہیں ان کتابوں میں گھر کے کاروبار اور معاملات دینی و دنیوی کی درستی اور اولاد کی تعلیم و تربیت کے بارے میں قصہ کے پیرایہ میں وہ وہ قیمتی باتیں لکھی ہیں کہ جسے ہماری سوسائٹی کو اُسکے عیوب پر بہت متنبہ کر دیا ہے

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

علاوہ اسکے اُن کی اور تصنیفات ایک سے ایک لاجواب ہیں جنسے ہمارے ملک کی اصلاح کا بیڑا اُٹھا لیا ہے بقول شاعر ؎

کارہا است کہ عاقل و کامل سخن
کہ بصد سال کرہزار میسر نشود

آپ کی تصانیف کی فہرست یہ ہے۔

مرأۃ العروس۔ اسمیں لڑکیوں کی تربیت اور خانہ داری کے جھگڑوں کے انتظام کی ترغیب دی ہے۔

توبۃ النصوح اس میں اولاد کی ناتربیتی کے بُرے نتائج اور اُنسے بے پرواہ رہنے کی خرابیاں بیان کی ہیں۔

محصنات۔ اسمیں ایک سے زیادہ بیبیاں کرنے کی خرابی اور عورتوں کی جہالت کا ذکر ہے

ایامی اس میں بیوہ عورت کے نکاح ثانی نہ کرنے اور گھر میں بٹھا رکھنے کی برائیاں تحریر
ابن الوقت۔ اسمیں دیسیوں کو انگریزی طرز معاشرت اور اُنکی تقلید لباس اور خورد ونوش
میں کرنے کے نقصان درج ہیں۔ علاوہ اسکے بنات النعش اور رویائے صادقہ منتخب الحکایات
ومجموعہ لکچر وغیرہ قابل دید ہیں۔

اور سوم جناب مولانا مولوی شبلی صاحب نعمانی شمس العلما کی ذات بابرکات ہماری
قوم کے لیے قابل فخر ومباہات ہے اُنہوں نے قوم کی خدمت بجاآوری میں وہ کام کیا
ہے جو کسی غیر سے ہونا محال در محال ہے جو سچ پوچھیے تو اس کام کا قابل فخر سہرا
خدا نے انہیں کے واسطے تجویز کیا تھا جسے اُنہوں نے اپنی قابلیت ولیاقت ومحنت و
جانکاہی سے حاصل کیا۔ یعنے کتاب المامون والفاروق وغیرہ اسلام کے سلاطین
عظیم الشان کی سوانح عمریاں لکھ کر گویا ہمکو اُن کے مبارک زمانہ کا ہوبہو نقشہ
کھینچ بتایا اور ہمارے بزرگوں کے کارنامے جنکو دیکھ کر تمام عالم کو حیرت ہوتی ہے
ہندوستان کے چھ کروڑ مسلمانوں پر ظاہر کردیے جس سے کہ ہماری قوم بالکل
ناواقف تھی۔ یورپ کے مورخ اپنی قوم کے ادنے ادنے بادشاہوں کے کارنامے
کو فخریہ طور پر ظاہر کرنے کے لیے سوانح عمریاں لکھ لکھ کر ملک میں پھیلاتے تھے اور
اپنی قوم کی عزت بناتے اور بڑھاتے تھے۔ مگر ہمارے اُلوالعزم سلاطین و بزرگوں
کے حالات کہ جنکے کارنامے ہماری قوم کے لیے ہزار ہزار فخر ومباہات کے قابل
اور لاکھ لاکھ صفت وثنا کے لایق تھے اور جن کی نظیر دنیا کی تواریخ میں ڈھونڈھے
نہیں ملتی تھی افسوس کہ اُنکا ظاہر کرنے والا اور چراغ کے مقابل میں سورج کو دکھلانے
والا کوئی نہ تھا۔ مگر خدائے پاک نے مولانا موصوف کو اس خدمت کی بجاآوری کے لیے
پیدا کیا کہ جنھوں نے اُن بادشاہوں کی سوانح عمریاں لکھنے کا بیڑا اُٹھایا جو دنیا میں
شان وشوکت ورعب وسطوت و دلیری و بہادری و عدل وانصاف وفضل وکرم

و لیاقت و عالمیت و قدر دانی علم و ہنر ہر ایک بات میں بے مثل اور ہمہ صفت موصوف تھے اور جن کی خوبیاں اور نیکیاں غیر قوم کے مورخوں اور متعصب دشمنوں سے بھی واہ واہ کہلائے بغیر نہیں رہتیں۔

دوسرے یہ کہ عیسائی مورخوں نے ہماری قوم کی تواریخیں لکھتے میں ازراہ تعصب اُن اچھے بادشاہوں کے دامن عزت پر بہت بڑے بڑے اعتراضوں کے بدنما داغ لگا کر مخلوق کو دکھلانا چاہا تھا لیکن مولانا ممدوح نے اُن تمام داغوں کو دھوکر اِس مصرع کے موافق ؎

ولیکن قلم در کف دشمن است

اُسکا تعصب ظاہر کر دیا اور اُن اعتراضوں کے تواریخی ثبوت کے ساتھ وہ مدلل شکن جواب دیئے کہ جائے رفتن نہ روئے ماندن کا مصداق اُنہیں صحیح ہو گیا۔

مولانا شبلی صاحب نے سیکڑوں اور ہزاروں اسلامی بادشاہوں اور شہنشاہوں میں سے صرف دس شخص چیدہ چیدہ جو اپنے خاندان میں یا سلسلہ حکومت میں سب سے زیادہ ممتاز و سرفراز تھے۔ سوانح عمریاں لکھنے کے لیے چھانٹ لیے اور اُنکے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

خلیفہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جنکا پای تخت شہر مدینہ تھا

خلیفہ مامون رشید عباسی — شہنشاہ بغداد

خلیفہ ولید بن عبد الملک خاندان بنی امیہ — شہنشاہ دمشق

خلیفہ عبد الرحمن ناصر از خاندان بنی اُمیہ — شہنشاہ اسپین

سلطان یعقوب بن یوسف موحدین — اندلس

سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس از خاندان ایوبیہ شہنشاہ مصر

سلطان ملک شاہ سلجوقی شہنشاہ نیشاپور مملکت ایران

سلطان نورالدین زنگی از خاندان نوریہ
سلطان سیف الدولہ از خاندان بنو حمدان
سلطان سلیمان اعظم شہنشاہ ترکی از خاندان عثمانیہ

مگر ہمکو نہایت افسوس اِس بات کا ہے کہ اِس باہمت جوان مرد کی اُمیدیں پوری ہونے کا وقت ابتک نہیں آیا۔ ہمنے سیرت النعمان اور المامون وسفرنامہ روم کے مطالعہ کے بعد مدتوں تک دوسری سوانح عمریوں کا جن کا کہ وہ وعدہ کر چکے ہیں انتظار کیا مگر کسی مطبع کی فہرست کتب میں یا اخباروں میں اُسکے نام نہ دیکھکر آخر مجھے میرے شوق نے مجبور کیا اور ایک عریضہ مولانا صاحب کی خدمت میں بھیجکر دریافت کیا کہ اِس تاخیر کا باعث کیا ہے۔ تو اُنھوں نے اُسکا جواب دیا وہ بجنسہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

خادم تسلیم

والانامہ پہنچا مشکور کیا۔ بیشبہہ میں بہت سے وعدے کیے تھے لیکن صورت یہ ہے کہ ایک الفاروق کی تالیف میں آج پانچواں برس ہے۔ برابر مصروف ہوں اور ابھی تک انجام کو نہیں پہنچی۔ اِس کے لیے ٹرکی کا سفر کیا ہندوستان کے تمام کتب خانے چھانے یورپ سے کتابیں منگوائیں اسپر بھی کتاب ناتمام ہے۔ قرطبہ اور نیز یورپ کے دربار وں کے کتب خانوں کے دیکھنے کے لیے اُن ملکوں کا سفر کرنا چاہیے اُسکے لیے روپیہ کہاں سے آئے قوم کی قدردانی کا یہ حال ہے کہ کتاب کا ایک دو ایڈیشن بک جانا قدردانی کی معراج سمجھی جاتی ہے۔ میں کچھ دولتمند آدمی نہیں تاہم کل مصارف جو ولیے پاس سے برداشت کیے اور کرتا ہوں اِسمیں جو کچھ بن آتا ہے اُسکو غنیمت خیال کیجئے باقی پوری سرگرمی سے کام ہونا تو ہم مسلمانوں سے کہاں ہو سکتا ہے۔ یہ فرض اب دوسروں کے نام ہے۔ وتلک الایام نداولہا بین الناس۔ والتسلیم

شبلی نعمانی

۱۱ ستمبر ۱۹۰۵ء
حال مقیم الہ آباد

اے کاش کہ حضور محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصف جاہ بادشاہ دکن یا حضور ہر ہائنس شاہجہاں بیگم صاحبہ والی ریاست بھوپال یا حضور نواب حامد علیخاں بہادر والی ریاست رامپور یا حضور نواب محمد ابراہیم علی خاں صاحب والی ریاست ٹونک یا نواب اسمٰعیل خاں صاحب جونا گڈھ وغیرہ اِس باکمال شخص کی ہمت اور کوشش کو مدد دینے اور اسکے بڑے بڑے اُمیدوں اور ارمانوں کے پورا کرنے کی طرف توجہ فرماتے تو کیا بہتر ہوتا۔ اور اُنکی بدولت اسبابِ یادگار کام انجام پاتا جو قیامت تک اُنکے نام نامی کو قوم کے دل سے نہ مٹا سکتا۔ مگر افسوس کہ ہمارے ملک کے بادشاہ اور رؤسا اور والیان ملک ایسی چیزوں کے قدردان نہیں بھلا آپ یہ تو خیال کیجئے کہ ایسے شخص دنیا میں بار بار کہاں پیدا ہوتے ہیں جو ایسے سخت دشوار اور اہم کام کے انجام دینے کی ہمت کریں اور باوجود بے برگی و بے سامانی و بے امدادی کے اُسکو حتے الامکان پورا کرنے کو تیار ہوں اور ایک ایک کتاب کے پیچھے بغیر کسی اُمید اور طمع انعام و اکرام کے پانچ پانچ چھ چھ برس صائع اور صرف کریں۔ مگر آفریں ہے مولانا ممدوح الذکر پر جو اس قومی خدمت کو صرف خدا واسطے آج تک انجام دیتے رہے اگر اُنکی زندگی میں اُنکی قدر نہ کیجائے اور اُنکی ذات فیض صفات سے فائدہ نہ اُٹھایا جائے تو ہماری قوم کے لیے ایک بہت بڑی بدنامی کا داغ ہوگا جسکا محو کرنا مِن بعد محال در محال ہوگا ؎

کریماں را بدست اندر درم نیست
خداوندان نعمت را کرم نیست

چہارم مولانا عبد الحلیم شرر لکھنوی۔ ہماری اُردو زبان کے سب بڑے زبردست انشا پرداز ہیں اُنھوں نے اپنی قوم کی خدمت میں وہ ناموری حاصل کی ہے جو دوسروں کو نصیب نہیں ہمارے اُردو لٹریچر اعلم انشا کی ترقی کس درجہ پر پہنچی ہے اسکا اندازہ آپ کی تصنیف کردہ ناولوں کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے اور ہماری قوم کے گذشتہ بادشاہوں کے جاہ و جلال اور دلاوری و بہادریوں کی تصویریں اور اُنکے عدل و انصاف رحم و کرم کی سچی مثالیں انہیں کی تصانیف سے بخوبی ظاہر ہوتی ہیں قوم کی بے لطفی تواریخ جو ہندوستانی باشندوں کی نظروں سے ایک عرصہ سے غائب تھی اور جسکی خوبیوں سے اب ایک مسلمان بھی واقف و آگاہ نہیں۔ مولانا شرر نے اُسکو از سر نو زندہ کرکے اور اُسکے مردہ جسم میں ایک تازہ روح پھونک کے ایسے ایسے سین دکھائے کہ گویا ہمارے سامنے اُسکو لاکر کھڑا کردیا

جان تازہ یافت قالب پژمردہ سخن

این طرہ جنبش لب معجز بیان کیست

مولانا موصوف نے جسقدر کہ محنت شاقہ اور دماغی قوت ان ناولوں کی تحریر میں صرف کی ہے اُسکا بیان ہم سے کچھ نہیں ہوسکتا اور اُسکے شکریہ کے قابل ہماری زبان نہیں ایک ناول کہ جسکا نام حسن و انجلینہ ہے روس و روم کی لڑائی کے بارے میں لکھا ہے جسکے دیکھنے سے علم تواریخ سے رغبت و محبت ہوتی ہے اور تعصب و نفسانیت و ہٹ دھرمی و جہالت سے نفرت کرنے کی نصیحت ملتی ہے

ملک العزیز ورجنا۔ اِس ناول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پانچویں صدی کے مسلمان کیسے دلیر اور بہادر اور قومی کاموں پر جان دینے اور مٹنے والے تھے اور اُنکے بادشاہ کیسے ذی لیاقت اور کریم النفس تھے اور اُنھوں نے کیسے کیسے دشوار کاموں کو سرانجام دیا تھا اور کیسی سخت مشکلوں کو حل کیا تھا سلطان صلاح الدین کے ساتھ

یورپ کے عیسائی بادشاہوں کی معرکہ آرائیاں اور بیت المقدس کے لیے جو مذہبی لڑائیاں
ہوئیں تھیں اُسکا تذکرہ اِسمیں درج ہے۔

منصور و موہنا اِس ناول سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے
ہندوستان پر کیسے فتوحات حاصل کیے اور راجپوتوں سے کیسے مقابلہ رہے
اور عورتوں نے کیسی بہادریاں دکھلائیں اور اُس زمانہ کے لوگ اپنے عہد و اقرار
کے کیسے پابند اور اپنی بات کے کیسے سچے تھے۔

تہیدو فا۔ اِس ناول کو ڈراما یعنے ناٹک کی طرز پر لکھا ہے اِسمیں ملک اسپین کی تواریخ
سے مسلمانوں کے ادبار اور زوال کے دردناک منظر اور اسلامی سلطنتوں کے ظالم
عیسائیوں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہونے کی وہ عبرتناک سین دکھائے ہیں کہ
پڑھنے والے کے سامنے اُس وقت کا نقشہ ہو بہو کھنچ جاتا ہے اور اُسکے دل و
جگر پر بہت بڑا اثر پیدا کرتا ہے۔

بہادو علاوہ۔ اِس ناول میں تاریخ اسپین کے اِسلامی سلطنت کے عروج کا
زمانہ دکھلایا گیا ہے اور عیسائی رعایا کا باوجود محکومیت و غربت کے زیادتیاں کرنا
اور مسلمانوں کا باوجود حکومت و قدرت کے اُنپر ترحم کو روا رکھنے کی بڑی بڑی مثالیں
دی گئی ہیں جسکے مطالعہ سے اُس زمانہ کے مسلمانوں کی نیک دلی و پاک طینت و بے
تعصبی کا اندازہ ملتا ہے۔

واضح ہو کہ ایسے ناولوں کی ہماری قوم کو بڑی ضرورت تھی کیونکہ انکی نوجہ فسانہ عجائب
و داستان امیر حمزہ و چہار درویش و طلسم ہوشربا وغیرہ جھوٹے اور لغو اور بیمعنی
قصوں پر رہتی تھی کہ جسکی کوئی بات میں بھی علم اور عقل کا ذکر مذکور نہ تھا۔ اسلیے
ان بیہودہ کتابوں نے ہمارے عقل و ہواس کو اربن سور اندہ داراں سودرماندہ کر
رکھا تھا تو اِن ناولوں نے اس جہالت و تاریکی کے موقعہ پر شمع کا فوری کا کام

دیا اور ہمارے زائل شدہ عقل و حواس کو پھر ٹھکانے لانے کے لیے اور نظم و نثر
کے لطف اور مزے اٹھانے کے لیے کسی قابل بنا دیا دوسرے یہ کہ اسلامی قوم کے
عالموں نے پچھلی قومی عزت کو بڑھا چڑھا کر دکھلانے کے لیے توجہ کی۔ وہ شاہان اسلام
اور اون کے کارناموں کے ضمن ناول کے پردے میں دکھا دکھا کر زندہ جاوید
کر دیا چاہتے تھے۔ یہ نہایت افسوس کی بات ہی کہ ہمارے ... کے ...
ایسے اولوالعزم شہنشاہوں کے کارنامے کہ جو واقعی داد دینے کے قابل اور
قوم کی عزت و افتخار کا باعث ہیں اور جنکے اونکے کارناموں کے آگے سوا اپنی بادشاہوں
کے اعلے درجہ کے کارناموں کی کوئی ہستی نہیں، لوگ دنیا کی نظروں سے
پوشیدہ رہجاتے اور یہ کیا موقوف ہے کہ خود ہماری قوم اوس سے ناواقف
اور محروم رہی جاتی تھی الغرض ان تمام نقص اور خرابیوں کے دور کرنے والے
اور مٹانے والے اگر ہیں تو مولانا عبدالحلیم شرر ہیں۔ جب یورپ کے متعصب مورخ
اور ناول نویس بشوق و رغبت ہمارے سامنے آئیں اور ہمارے کھرے کھرے
زر و جواہرات اپنے کھوٹے ٹھیکریوں کو ملائیں تو ہم ...
خدا کا شکر ہے کہ ان ناولوں نے ہماری غافل قوم کو بیدار کرنے میں بہت
بڑا کام دیا اور انہیں ناولوں کی بدولت بہت سے اور بھی اسی قسم کے ناول
لکھنے کو قوم کے انشا پردازوں اور قابل لوگوں نے قلم اٹھایا اور ناول بزم
و رزم وغیرہ لکھ کر اپنا حوصلہ دکھایا جزاک اللہ فی الدارین خیرا
پیسہ اخبار کے ذریعہ سے معلوم کیا کہ مولانا موصوف کو ریاست حیدرآباد دکن میں
کسی رئیس کے ہاں قابل عزت عہدہ ملا ہے مگر کاش کہ انہیں اسی کام پر مقرر
کیا جاتا کہ جس میں انہوں نے اپنا فضل و کمال دکھایا تو نہایت بہتر ہوتا
نتیجہ جناب مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب شمس العلماء کی بدولت بہت سی علمی کتابیں

کا مغربی زبان سے اُردو میں ترجمہ ہوا اور ہمارے ملک کے بے مراق اور نا قدر
باشندوں کے تاریک دلوں کو علوم جدیدہ کی روشنی سے بہت درجہ فائدہ
پہنچا چنانچہ مولوی صاحب کی مفید تصانیف و تراجم کا اندازہ فہرست سے اوپر
ہو سکتا ہے علم حساب علم مساحت علم جبر مقابلہ علم مثلث علم اقلیدس۔
علم سائنس علم جغرافیہ علم تواریخ ۔ علم انشا و علم اخلاق وغیرہ علوم کی کتابیں
نہایت عمدہ قابل دید آپنے تصنیف فرمائی ہیں اور سرکار عالیجاہ گورنمنٹ انگلشیہ
نے اُنکی بہت قدر کی ہے یہی سبب ہے کہ اُنکی تصانیف سرکاری مدارس میں
اکثر زیر تعلیم ہیں۔ ہمارے ملک کی گردن پر مولوی صاحب کا ہمیشہ بہت بڑا
احسان قائم رہیگا اور خصوصًا ہماری قوم مولوی صاحب کی اس فیض رسانی مدگی
پر دایم فخر کیا کرے گی اسیطرح خدائے تعالے ہماری قوم کے دیگر علما و صلحا کو
کو ہدایت کرے کہ وہ ہمارے بزرگوں کے جمع کیے ہوئے علوم و فنون کی
قدر کریں اور عربی اور انگریزی زبانوں سے علمی کتابوں کے ترجمے کرکے واصلان
سلف کی کوششوں اور محنتوں کو ہمارے فائدہ پانے کے قابل بنا دیں اور
از سر نو اُن سچائیوں کی تصانیف میں جان ڈال کر اپنی قوم اور ملک کے محسن
بنے کا فخر حاصل کریں۔

نام نیک رفتگاں ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

راقم خادم قوم میر صدر الدین حسین

مسلمانونکو خوشخبری

نواب صدر الدین حسن صاحب نے چند رسالے وعظ و نصیحت کے واسطے بہبودی خلائق و نفع رسانی عام مسلمین لکھہ کر طبع کیے ہیں جو ذیل کے پتہ پر خط بھیجنے سے مل سکتے ہیں شہر لاہور کوچہ گنبد بگراں مسمی شہاب الدین پڑوودی سے طلب کیجئے

گلدستہ لکچر

اس رسالے میں لکچر نمبر اول و دوم جو جلسہ انجمن اسلام بڑودہ سنہ ۱۳۱۲ھ میں پڑھ کر سنائے مندرج ہیں لکچر نمبر اول میں وہ سبب بیان کیے ہیں کہ جنسے اسلام ضعیف ہو گیا ہے و لکچر نمبر دوم میں ہمت و کوشش کی رغبت دلائی ہے اور اسکے نتائج بیان کیے ہیں۔

گلدستہ فیض

اسمیں بھی دو لکچر نمبر سوم و چہارم جو سنہ ۱۳۱۴ھ میں جلسہ انجمن اسلام بڑودہ و سورت میں پڑھکر سنائے گئے مرقوم ہیں۔ لکچر نمبر سوم میں انجمن کے فوائد اور نتائج کو واضح طور پر بیان کیا ہے اور لکچر نمبر چہارم میں مسلمانوں